مدینۃ المسیح

بہت سے احباب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی معیت میں ۱۹؍ دسمبر کو پہلی گاڑی سے جلسہ میں شمولیت کی غرض سے تشریف لے آئے تھے۔ اور اس کے بعد بھی قریباً ہر گاڑی سے نئے مہمان آ رہے ہیں۔ اور قادیان میں خوب چہل پہل ہے۔ جلسہ گاہ بھی تیار ہو رہی ہے۔ جو اس سال انشاء اللہ بہت فراخ ہو گی۔

انڈین فلم کمپنی کے ڈائرکٹر بخشی مہاراج سنگھ صاحب جماعت احمدیہ کے سالانہ اجتماع کی فلم تیار کرنے کی غرض سے آج ۲۲۔ دسمبر ۱۹۲۸ء یہاں آئے ہیں۔

امرتسر سے قادیان تک پہلی ریل گاڑی

حضرت امام جماعت احمدیہ کا معہ خدام سفر

چونکہ ۱۹۔ دسمبر ۱۹۲۸ء امرتسر سے پہلی ریل گاڑی قادیان کو روانہ ہونی تھی۔ اس لئے قادیان سے بہت سے مرد، عورتیں اور بچے

۱۹۔ دسمبر

امرتسر پہنچ گئے۔ اگرچہ بعض گاڑیاں ریزرو کرانے کے لئے محکمہ ریلوے کو پہلے سے لکھ دیا گیا تھا۔ لیکن گاڑی کے روانہ ہونے سے قبل اس کثرت سے لوگ اسٹیشن پر پہونچ گئے۔ کہ ریلوے والوں کو پہلی تجویز کردہ گاڑیاں

چند ڈبوں کا اضافہ

کرنا پڑا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بھی تین بجے بعد دوپہر کے قریب تشریف لے آئے۔ تاکہ قادیان کے لئے پہلی گاڑی کے چلنے کے

افتتاح کے موقعہ پر

اُس خدائے قدوس کے آگے دست دعا بلند کریں۔ جس نے محض اپنے فضل و کرم سے موجودہ زمانہ کی اس ایجاد کو جس کا سابقہ پیشگوئیوں میں خر دجال نام رکھا گیا ہے۔ خدام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آرام و آسائش کے لئے مسخر کر کے ان کے مرکز تک پہونچا دیا ہے۔

حضرت اقدس

کے تشریف لے آنے پر ہجوم بہت زیادہ ہو گیا۔ جس میں گوجرانوالہ۔ لاہور۔ امرتسر کے علاوہ بعض دور دراز کے مقامات کے احباب بھی شامل تھے۔ بہت سے احباب نے حضور کے گلے میں

احباب کرام کیلئے نئے سال کی نئے نئے علمی و روحانی تحفے
خود بھی پڑھئے اور دوسروں کو بھی پڑھائیے
تقریر جلسہ ۱۹۲۷ء
یہ حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی وہ بیش بہا اور نصائح سے پر تقریر ہے۔ جو حضور نے جلسہ سالانہ ۱۹۲۷ء کے پہلے دن فرمائی اپنے آقا و مولا کے کلمات طیبات کو حرز جان بنانے والوں اور ان کو دوسروں تک پہنچا کر ثواب حاصل کرنے والے دوستوں کے لئے اسے کتابی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے۔
قیمت صرف چار آنہ ۴ر
رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۸ء
پچھلے سالوں میں مجلس مشاورت کی رپورٹیں چھپتی رہی ہیں۔ مگر اب کے جو رپورٹ چھپ رہی ہے۔ وہ ان سے کہیں زیادہ مکمل اور ضخیم ہے۔ اس دفعہ اس میں قادیان کے ہر ایک صیغہ کی الگ الگ کارگذاری بھی دکھلائی گئی ہے۔ تاکہ احباب جماعت کو معلوم ہو کہ مرکز میں کیا کام ہوتے ہیں۔ یہ قابل فخر چیز دوسروں کو بھی دکھانی چاہیئے۔ حجم تقریباً ساڑھے تین سو صفحہ مگر قیمت صرف ایک روپیہ (عہ)
حضرت مسیح موعود کے کارنامے
یہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی وہ معرکۃ الآرا تقریر ہے جو حضور نے جلسہ سالانہ ۱۹۲۷ء کے دوسرے دن فرمائی۔ اور جس کی اشاعت کیلئے احباب ایک سال سے تقاضا فرما رہے تھے۔ اب بہت بڑے اہتمام سے چھپ رہی ہے امید ہے۔ دوست اسے زیادہ سے زیادہ تعداد میں خرید کر غیر احمدیوں میں تقسیم کرینگے۔ کیونکہ اسی میں اس مہتم بالشان سوال کا مکمل طور پر جواب دیا گیا ہے۔ جو عام طور پر مختلف پیرایوں میں غیروں کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے دنیا میں آکر کیا کیا؟ اگر اس حقائق سے مالامال تقریر کو غیروں تک پہنچا دیا جائے تو پھر قطعی ناممکن ہے۔ کہ وہ اس سوال کا تسکین بخش جواب سن کر صد آفت کے آگے سر تسلیم خم نہ کریں۔
دوستو! یہی وہ چیز ہے۔ جسے ملک میں کثرت کے ساتھ پھیلا دینا چاہیئے۔ پھر دیکھنا کس قدر شاندار نتائج نکلتے ہیں۔
حجم تقریباً ۴۴ صفحات سائز ۲۶×۲۰/۱۶
ولایتی کاغذ کی قیمت فی نسخہ ۶ر
دیسی کاغذ " ۴ر
دوسرا حصہ
برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول
اس کتاب کا پہلا حصہ ۱۷ جون کے موقعہ پر ہی بک گیا تھا۔ اب اس کا دوسرا حصہ شائع کیا گیا ہے۔ جس میں پہلے سے بھی زیادہ شاندار مضامین اور نظمیں حضرت نبی کریم صلعم کی شان عالی میں جمع کی گئی ہیں۔ اور وہ بھی سب کی سب عیسائیوں ہندوؤں سکھوں اور آریہ سماجیوں کی جن کی کل تعداد باسٹھ ہے۔ ممکن نہیں کہ غیر مسلم اسے پڑھیں اور آقائے دو جہان کے مدح خواں نہ ہوں
حجم ۱۰۰ صفحہ قیمت ۵
۱۷ جون کو
ہندو اور سکھ اصحاب کے لیکچر
یہ وہ مجموعہ تقاریر ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی تحریک پر ملک کے مختلف سربرآوردہ ہندو صاحبان اور سکھ اصحاب نے ۱۷ جون کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت بے نظیر قربانیوں اور عدیم المثال احسانات پر فرمائیں۔ یہ ایسی بیش بہا چیز ہے۔ کہ دوست اسے کثرت سے خریدیں۔ اور نہ صرف خود پڑھیں بلکہ غیر مسلموں کو بھی پڑھائیں ۶ر
ملنے کا پتہ:۔ بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان
پہلی بار چھپ رہے ہیں
تردید آریہ سماج میں دو نئے ٹریکٹ
ان میں آریہ سماج ہی کی مسلم اور مستند کتابوں سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ موجودہ وید ہرگز ایسی کتاب نہیں۔ جو دنیا کی ہدایت و رہنمائی کر سکے۔ کیونکہ یہ تو انسانی سمجھ اور فہم سے ہی قطعی بالا ہے۔ چہ جائیکہ اسے پڑھکر کوئی عمل کر سکے۔ یہ بالکل نیا مضمون اور نئی تحقیق ہے۔ احباب ضرور خریدیں۔ اور پڑھیں۔ حجم ہر دو حصص ۲۳ صفحہ
قیمت۔ ار۔ اور سینکڑہ ۴ر
دوسری دفعہ طبع ہوگا
دنیا کا محسن
یہی وہ بے نظیر اور اپنے طرز کی پہلی تقریر ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے ۱۷ جون کو آنحضرت صلعم کی پاک زندگی بلند پایۂ اخلاق اور عدیم المثال احسانات پر نہایت ہی پر تاثیر رنگ میں فرمائی تھی۔ جو پہلی بار بائیس ہزار چھپوانے کے باوجود ہاتھوں ہاتھ بک گئی۔ اب اسے حضور کی نظر ثانی کے بعد دوستوں کے پیہم تقاضوں پر دوسری مرتبہ پہلے سے بھی زیادہ اہتمام کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ قیمت فی نسخہ ۴ر مگر تقسیم کرنے والوں کو پندرہ روپیہ سینکڑہ کے حساب ملے گی۔
تیسری مرتبہ شائع ہو رہا ہے
مسلمانوں کے حقوق اور نہرو رپورٹ
یہ وہ مہتم بالشان مضمون ہے۔ جو حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ نے مسلمانوں کو نہرو رپورٹ کے مہلک اثرات سے بچانے کیلئے رقم فرمایا۔ یہ پہلی دفعہ الفضل میں چھپا۔ پھر دوسری بار اڑھائی ہزار کی تعداد میں کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ مگر چونکہ وہ چھپنے کیساتھ ہی فروخت ہو گیا۔ اس لئے دوستوں کی مزید فرمائشات پوری کرنے کیلئے تیسری بار چھپوایا جا رہا ہے۔ جن احباب نے ابھی اس بیش بہا ضروری مضمون کو نہیں منگوایا۔ جلدی فرمائشیں بھیجدیں۔ فی نسخہ ۴ر۔ کے ۴ سینکڑہ ۱۵ روپے
چوتھا ایڈیشن نکلے گا
کشتی نوح
یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزہ تعلیم پر مشتمل تصنیف ہے۔ جو کئی ماہ ہوگئے ختم ہو چکی تھی۔ مگر چونکہ اس کی مانگ بدستور جاری رہی اس لئے اعلیٰ کاغذ بہترین لکھائی اور دیدہ زیب چھپائی سے مزین کرکے چوتھی بار شائع کیا جا رہا ہے۔ اپنے آقا و مولا کی اس لطیف و پاکیزہ تصنیف کو خرید کر غیروں میں بھی تقسیم کیجیئے۔ تاکہ انہیں حضور پر نور کی تعلیم کا علم ہو اور آئندہ بیہودہ اعتراض کرنے سے پرہیز کریں ۲ر
ملنے کا پتہ:۔ بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان پنجاب
اس اشتہار کی صحت کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

...ستین!

۲۹۳۸ میں فضل الرحمن ولد حافظ شیر محمد قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر تاریخ پیدائش ۱۴ ستمبر ۱۸۹۹ء تاریخ بیعت اپریل ۱۹۰۰ء ساکن محمود پور تحصیل کیتھل ضلع کرنال حال ساماانہ ریاست پٹیالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میری موجودہ جائداد ۵۰ بیگہ زمین خام موضع محمود پور میں میرے نام ہے جس میں سے ۱۷ بیگہ زمین اس وقت میرے چچا محمد بخش کے پاس رہن رکھی ہوئی ہے۔ اس تمام زمین کی قیمت اندازاً پانچ ہزار روپیہ ہے۔ (۲) ایک مکان خام مابین مکانات عبدالرحیم و محمد بخش محمود پور میں موجود ہے جس کی قیمت اندازاً ۳۰۰ روپیہ ہے (۳) زمین سکنی ۸ × ۴ گز مابین مکانات محمد یوسف و محمد بخش میری ملکیت موجود ہے جس کی قیمت اندازاً پچاس روپیہ ہے۔ (۴) متفرق سامان جس میں میرا کتب خانہ بھی شامل ہے۔ قیمتی چار سو روپیہ ہے۔ (۵) میرا گزارہ صرف اس جائداد پر ہی نہیں۔ بلکہ میں اس وقت اٹھارہ روپیہ ماہوار کا عارضی ملازم ہوں۔ اور انعام نمبرداری مبلغ بیس روپیہ سالانہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار اور سالانہ آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور بوقت وفات میری جس قدر ترکہ ثابت ہو۔ اس کے ... کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ... کوئی رقم یا کوئی جائداد ... میں اپنی زندگی میں داخل یا حوالہ ... جائداد کے طور پر رسید حاصل کر لوں۔ تو ... جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا ... دی جائیگی۔ اس وصیت پر یکم نومبر ۱۹۲۸ء سے عمل ہوگا فقط العبد:۔ فقیر ابو العطاء فضل الرحمن امیر جماعت احمدیہ سامانہ گواہ شد:۔ اکبر علی سربراہ نمبردار محمود پور گواہ شد۔ بقلم خود نور محمد سیکرٹری گواہ شد۔ خلیل الرحمن احمدی

۲۸۹۰ میں حسن بی بی زوجہ غلام محمد قوم سیٹھی مسلمان احمدی پیشہ خانہ داری عمر پچاس سال بیعت ۱۹۰۰ء ساکن مہاجرہ قادیان ضلع گورداسپورہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ ۲۱ جولائی ۱۹۲۸ء کو میری جائداد مہر یا زیور یا کل دو سو روپیہ کی ہے۔ اور مہر بھی بصورت زیور مجھے خاوند نے ادا کر دیا ہے۔ میں اس جائداد کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی لکھ دیتی ہوں۔ کہ اگر میری وفات کے بعد اس جائداد کے علاوہ کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط العبد حسن بی بی موصیہ گواہ شد۔ غلام محمد پنشنر انسپکٹر خاوند موصیہ گواہ شد بقلم خود محمد عظمت اللہ

۲۷۸۱ میں فضل احمد ولد نواب خاں قوم جٹ باجوہ پیشہ ملازمت عمر قریباً ۳۴ سال بیعت اپریل ۱۹۲۳ء ساکن تلونڈی عنایت خاں ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳ دسمبر ۱۹۲۶ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ۶۰ کنال اراضی بارانی واقعہ تلونڈی عنایت خاں قیمتی ۱۶۰۰ روپیہ اور ۸ کنال اراضی نہری واقعہ چک ۳۱۶ گ ب جھنگ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور قیمتی ۲۰۰ روپیہ مکان سکونتی واقعہ تلونڈی عنایت خاں قیمتی ۶۰۰ روپیہ کا ۱/۳ حصہ مکان مذکور میرا اور میرے دیگر دو بھائیوں کا مشترکہ ہے۔ دیگر منقول جائداد برتن وغیرہ قیمتی یکصد روپیہ۔ مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی میں وصیت کرتا ہوں۔ (۴) نیز علاوہ اس جائداد کے اگر میری وفات کے بعد کوئی اور جائداد متروکہ ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۵) میری ماہوار آمد بصورت ملازمت ۵۰ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا بھی ۱/۱۰ حصہ داخل کرتا رہوں گا۔ (۶) اراضی کی پیداوار کا بھی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۲۶ء العبد فضل احمد محرر لوکل فنڈ سیالکوٹ۔ گواہ شد۔ محمد حسین سیکرٹری وصایا سیالکوٹ گواہ شد۔ بقلم خود حسن الدین پسر فضل الدین جٹ باجوہ چپراسی لوکل فنڈ سیالکوٹ ؛

۲۹۲۸ میں عبدالعزیز ولد نتھے خاں قوم جٹ چیمہ پیشہ زمینداری و ملازمت عمر ۵۹ سال بیعت ۱۸۹۵ء ساکن عزیز پور تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ ستمبر ۱۹۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ اراضی ۸۵ گھماؤں چاہی میں سے ۱/۴ حصہ یعنی ۲۰ گھماؤں ۱۰ کنال واقع مواضعات ڈوگریں مسلمانان و ڈوگریں ہندوان و عزیز پور تحصیل ڈسکہ میں ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ علاوہ اس کے ۷۳ روپیہ ماہوار تنخواہ بعہدہ ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سترہ ملازم ہوں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا بھی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور بوقت وفات میری جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ علاوہ ازیں اس وقت مبلغ ۱۶۰۰ روپیہ پراویڈنٹ فنڈ جمع ہے۔ میرے ریٹائر ہونے کے وقت جس قدر یہ رقم ہوگی۔ اس رقم کے ملنے پر ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن مذکور کروں گا۔ اگر میں کوئی روپیہ مذکورہ بالا جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ انجمن مذکور بمد وصیت کر دوں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ فقط ۲۷/۹/۲۸ العبد۔ عبدالعزیز موصی بقلم خود۔ گواہ شد رحمت خاں ولد عبدالعزیز سکنہ عزیز پور بقلم خود گواہ شد۔ حکیم محمد فیروز الدین قریشی انسپکٹر

قادیان میں سکنی اراضی

قادیان ریلوے لائن ۲۰ دسمبر ۱۹۲۸ء سے مکمل ہو گئی ہے۔ اسوقت تک اسی خیال سے سکنی اراضی کی فروخت روک رکھی تھی۔ کہ ریلوے لائن کھل جائیگی۔ تو اس وقت کے حالات کے ماتحت نئے نقشے بنا کر اور نئی شرح طے کر کے قطعات کی فروخت کا اعلان کیا جائیگا سو اب احباب کی اطلاع کیلئے شائع کیا جاتا ہے۔ کہ محلہ دارالبرکات میں جو ریلوے سٹیشن کے عین سامنے اور اس کے بالکل قریب ہے۔ قطعات قابل فروخت موجود ہیں۔ ریلوے روڈ پر بھی اور اندر کیطرف بھی قیمت موقعہ اور حیثیت کے لحاظ سے الگ الگ مقرر کر دی گئی ہے جو بذریعہ خط و کتابت معلوم کیجا سکتی ہے۔ بڑی سڑک یعنی ریلوے روڈ (جو محلہ دارالبرکات اور دارالفضل کے درمیان واقع ہے) کے اوپر دو کنال سے کم زمین نہیں دی جاویگی۔ اور اندر کیطرف چار پانچ مرلہ راستے چھوڑے گئے ہیں۔ ایک کنال سے کم کا قطعہ فروخت نہیں ہوگا۔ اور قیمت مقررہ میں کمی بیشی نہیں ہوگی۔ اور نہ ہی قیمت بالاقساط وصول کی جائیگی۔ خواہشمند احباب مجھ سے یا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل کیساتھ خط و کتابت فرمائیں ۔

خاکسار۔ مرزا بشیر احمد قادیان پنجاب

خوشخبری "بواسیر"

خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

میں یہ خوشخبری ان اصحاب کو دیتا ہوں۔ جو دیر سے مرض بواسیر میں مبتلا ہیں۔ ڈاکٹر اور حکیموں کے ہاتھوں سے لاعلاج اور صحت سے ناامید ہو چکے ہیں۔ میں خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہر قسم کی مرض بواسیر کا علاج بغیر اپریشن کر سکتا ہوں۔ سو جو اصحاب علاج کرانا چاہیں۔ وہ میرے پتہ پر جوابی کارڈ تحریر کر کے پوری تحقیقات کریں۔

نوٹ: فیس و دوائی کی قیمت بعد از صحت لی جائیگی۔

حکیم [illegible] موضع بیریان ڈاکخانہ راہوں ضلع جالندھر

ایک نادر موقعہ

[illegible] کے شرق میں ایک ۱۴ کنال کا رقبہ برائے فروخت ہے۔ وہ سڑک جو بورڈنگ کے پیچھے سے گذرتی ہے۔ اس پر واقع ہے۔ مسجد نور ایک منٹ کے فاصلہ پر ہے۔ ہائی سکول کے احاطہ کا جزو ہے۔ اس کی بابت انجمن سے مالک اراضی بلا کسی معاوضہ کے مستفیض ہو سکتا ہے۔ اور کنواں انجمن کا جس سے پانی لینے کا حق ہوگا۔ ریل کے آنے جانے کا نظارہ بھی عین سامنے ہوگا۔ قیمت فی مرلہ [illegible] اکٹھا لینے والے کیساتھ کچھ رعایت ہوگی۔

خاکسار۔ محمد عبداللہ خان آف مالیر کوٹلہ قادیان

عرق نور

یہ عرق سریع التاثیر کثیر الفوائد اور ارزاں قیمت آپکو کیا فائدہ دیگا۔ اگر امراض جگر یا تلی میں مبتلا ہیں۔ یا آپ گرم سرد ہو گئے ہیں۔ یا آنکھیں زرد۔ بدن پھیکا پڑ گیا ہے۔ یا خون کی کمی سے آپ کمزور ناتواں ہو گئے ہیں۔ یا بسبب کسی مرض کے جوڑوں میں درد ہے۔ یا جسم پھول گیا ہے۔ سانس پڑھ جاتا ہے۔ یہ عرق آپکو چند روز میں توانا کر دیگا۔ مصفی خون [illegible] ہے۔ جسم میں خون پیدا کر کے آپ کو سرخ رنگ بنا دیگا۔ ہزاروں مریض اچھے ہوئے ہیں۔ جو بسبب امراض جگر مایوس ہو گئے تھے۔ مستورات کیلئے بانجھ پن کی یہ ایک ہی دوائی ہے۔ جس کے استعمال سے ماہواری خرابی دور ہو کر قابل تولید بچہ دانی ہو کر مراد حاصل ہوتی ہے ایام استعمال میں پرہیز کوئی نہیں۔ جو چاہیں کھائیں۔ کام کریں۔ غسل کریں۔ باوجود ان فوائد کے قیمت صرف ایک روپیہ (عہ) ایک بوتل میں ۲۰ خوراک ہونگی۔ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ ہیرونجات میں خشک دوائی روانہ کی جاویگی۔ پرچہ ترکیب ساتھ ہوگا۔

۲۔ مرض بواسیر خونی بہمہ سہ ہفتہ عشرہ میں آرام ہو جاتا ہے۔ مسے خود نکل جاتے ہیں۔ یا مریض خود نکال لیتا ہے۔ یا نکال لئے جا سکتے ہیں۔ مسے نکالنے میں نہ خون نکلیگا نہ کوئی تکلیف ہو [illegible] روپیہ (عہ)

۳۔ عرق اسراری [illegible] سے درد شقیقہ ایک منٹ میں جاتا رہتا ہے۔ پھر [illegible] سال [illegible] ایک اونس ایک روپیہ

۴۔ عرق حیرت انگیز رشیدیہ:۔ شیر مرگی ایک خوراک سے جاتی رہتی ہے۔ پھر عود نہیں کرتی (عہ)

۵۔ عرق پر اسرار:۔ اس سے درد دمعہ ایک منٹ میں دور ہو جاتا ہے۔ گو چند روز متواتر استعمال کرنا چاہیئے۔ قیمت صرف دو روپے (عہ)

۶۔ دوا سیاہی مائل سفوف عزیزہ:۔ تریاق افیون خواہ کسی نے خودکشی کے لئے کھائی ہو۔ یا کسی نے کھلا دی ہو۔ مریض قریب المرگ ہونے لگا ہو۔ اس کی زندگی میں اگر ۲۰ منٹ باقی ہیں۔ تو اس سفوف کے اندر جانے سے ۱۰ منٹ میں ہوش آجائے گا ۔

یہ سفوف ہرگز خراب نہیں ہوتا۔ قیمت دو چھٹانک پانچ روپے (صہ) دمہ کے مریض اور بواسیر کے مریض جلد پتا نے والے کے ہمراہ آویں۔ تو انشاء اللہ ان ہی ایام میں اچھے ہو کر واپس جاویں گے۔ قیمت چار روپیہ (للعہ)

المشتھر ڈاکٹر نور بخش پنشنر گورنمنٹ انڈیا اینڈ افریقہ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)

پھولوں کے ہار

ڈالے۔ اور جب ان کا بوجھ حد سے زیادہ بڑھنے لگا۔ تو حضورؑ نے اُتار کر رکھ دیئے۔ اس طرح اور ہار لانے والوں کو بھی ہار پہنانے کا موقعہ مل گیا۔

گاڑی کے پاس ہی اذان کہی گئی۔ اور حضورؑ نے ظہر و عصر کی نمازیں ایک بہت بڑے مجمع کو باجماعت پڑھائیں۔ اس کے بعد احباب نے حضورؑ سے مصافحے کئے۔ اور پھر حضورؑ نے اپنی گاڑی کے دروازہ میں کھڑے ہو کر یہ فرماتے ہوئے کہ دوست دُعا کریں۔ اللہ تعالےٰ ریل کا قادیان میں آنا مبارک کرے۔

دُعاء

کے لئے ہاتھ اُٹھائے۔ اور تمام مجمع دعا میں مصروف ہو گیا۔ چند منٹ تک نہایت توجہ اور الحاح کے ساتھ دعا کی گئی۔ اور پھر سب احباب گاڑیوں میں سوار ہو گئے۔

حضرت اقدس کے تشریف لانے کے بعد جتنی دیر تک گاڑی اسٹیشن پر کھڑی رہی

مدرسہ احمدیہ کے سکوٹس

نہایت خوش الحانی سے اردو اور پنجابی نظمیں پڑھتے رہے۔ نیز اُنہوں نے کئی ایک

قطعات

سے جو سُرخ رنگ کے کپڑوں پر چسپاں تھے۔ گاڑی کو خوب سجایا ان میں سے بعض قطعات حسب ذیل تھے:۔

(۱) الاان روح اللہ قریب۔ الاان نصر اللہ قریب یاتون من کل فج عمیق۔ یاتیک من کل فج عمیق

(۲) واذا العشار عطلت واذا النفوس زوجت

(۳) دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ (۴) اھلاً و سھلاً مرحبا۔

(۵) خوش آمدید۔ (۶) غلام احمد کی جے

(۷) یہ میرے رب سے میرے لئے اک گواہ ہے
یہ میرے صدق دعوےٰ پر مُہر الٰہ ہے

گاڑی نے مقررہ وقت ۳ بجکر ۲۴ منٹ پر حرکت کی۔ اور حرکت کے ساتھ ہی

اللہ اکبر

کا نہایت بلند اور پُر زور نعرہ بلند ہوا۔ جو پے بہ پے گاڑی کے ریلوے یارڈ سے نکلنے تک جاری رہا۔ آدمیوں کے گذرنے کے پل پر اس قدر ہجوم گاڑی دیکھنے والوں کا تھا۔ کہ پل پر سے کسی کا گذرنا ممکن نہ تھا۔ "اللہ اکبر" اور "غلام احمد کی جے" کے نعرے راستہ کے ہر گاؤں اور اسٹیشن پر بلند ہوتے آئے۔ اگرچہ گاڑی امرتسر سے ہی بالکل پُر ہو گئی تھی۔ اور ہر ایک درجہ میں بہت کثرت سے آدمی سوار تھے۔ لیکن

بٹالہ اسٹیشن

پر کہ وہاں بھی قادیان کے بہت سے اصحاب پہونچے ہوئے تھے۔ اس قدر ہجوم ہو گیا۔ کہ کئی لوگ سوار نہ ہو سکے۔ اور بہت سے پائدانوں پر سوار ہو کر آئے۔ کچھ اصحاب قادیان سے ورے سٹیشن وڈالہ گرنتھیاں سے بھی جوں توں کر کے سوار ہوئے۔ جہاں ارد گرد کے بہت سے احمدی مرد و عورتیں جمع تھیں۔ آخر گاڑی اپنے وقت پر ۶ بجے شام

قادیان کے اسٹیشن پر

پہونچی۔ جہاں وسیع پلیٹ فارم کے علاوہ اسٹیشن کے آس پاس مردوں عورتوں اور بچوں کا ایک

بہت بڑا ہجوم

تھا۔ اسٹیشن جھنڈیوں اور گملوں سے خوب آراستہ کیا گیا تھا۔ اور ایسی چہل پہل تھی۔ جو کسی بڑے سے بڑے اسٹیشن پر ہو سکتی ہے۔ "اللہ اکبر" اور "غلام احمد کی جے" کے نعروں سے فضا بہت دیر تک گونجتی رہی اور وقت

عجیب شان

نظر آتی تھی۔ گذشتہ سال انہی ایام میں کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ اس مقام پر اتنی رونق اور ایسی چہل پہل ہو گی۔ لیکن خدا تعالےٰ نے ایک قلیل عرصہ میں ایسے سامان پیدا کر دئے۔ کہ بالکل نیا نقشہ آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ الحمد للہ علےٰ ذالک

گاڑی کی سواریاں

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اور حضورؑ کے اہل بیت کے علاوہ حضرت میاں بشیر احمد صاحب معہ اہلبیت اور حضرت میاں شریف احمد صاحب اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کئی نونہال بھی اس گاڑی میں سوار ہو کر تشریف لائے۔ علاوہ ازیں جناب نواب محمد عبد اللہ خانصاحب۔ حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب حضرت مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب۔ جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم۔ جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق۔ جناب مولوی عبدالمغنی صاحب ناظر بیت المال۔ جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے اور کئی ایک اور مقامی بزرگان ملت کو بھی اس گاڑی میں حضرت اقدس کی معیت کا شرف حاصل ہوا

پھلوں کی تقسیم

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں امرتسر کے اسٹیشن پر کئی ایک اصحاب نے پھلوں کی ٹوکریاں پیش کیں۔ جو حضورؑ نے ساری کی ساری راستہ میں گاڑیوں میں تقسیم کرا دیں۔

عام امور

اس گاڑی کے گارڈ کا نام بابو ولی محمد صاحب ۔ اور ڈرائیور کا نام بابو عمر دین صاحب تھا۔ امرتسر سے بٹالہ تک ۲۵ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اور بٹالہ تا قادیان ۱۵ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گاڑی آئی جس میں ۵ بوگی ۔ تین سنگل گاڑیاں اور دو بریک وان تھیں۔ انجن S.T. اور ۷۰۹ نمبر کا تھا۔ دور ترین فاصلہ سے جو پہلے ٹکٹ اس گاڑی میں سواری کے لئے خریدے گئے۔ وہ شیخ احمد اللہ صاحب ہیڈ کلرک کنٹونمنٹ بورڈ نوشہرہ اور اُن کی ہمشیرہ زادی زبیدہ خاتون صاحبہ کے نوشہرہ چھاؤنی سے قادیان تک کے تھے۔

یہ گاڑی رات کو ۱/۲ ۶ بجے واپس چلی گئی۔ جس میں بٹالہ۔ امرتسر اور لاہور کے بہت سے اصحاب واپس چلے گئے۔

ٹریکٹ

جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے ریل گاڑی کے جاری ہونے کے متعلق ایک بہت عمدہ چار صفحہ کا ٹریکٹ تیار کر کے گاڑی کے چلنے کے موقعہ پر تقسیم کرایا۔ جو اسی پرچہ میں دوسری جگہ درج ہے۔ ایک اور بھائی نے پنجابی میں منظوم ٹریکٹ اسی بارے میں شائع کیا۔

وہ لوگ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے روز افزوں اثر اور رسوخ کو دیکھکر ہر وقت جلتے رہتے ہیں۔ ان میں سے ایک مولوی ثناء اللہ صاحب بھی ہیں۔ وہ اس موقعہ پر بھلا کب خاموش رہ سکتے تھے جبکہ انکے گھر سے

خر دجال

کو "خلیفہ قادیان" اپنا مطیع و منقاد بناکر نہ صرف اپنا بلکہ اپنے خادموں کا بھی خادم قرار دیکر خود تیار کرائے ہوئے اصطبل کی راہ دکھانے کے لئے لے جا رہے تھے۔ تاکہ پھر وہ خود بخود وہاں پہونچ جایا کرے۔ اور ضرورت کے وقت کام دینے کے لئے تیار ہے۔ چنانچہ انہوں نے

کاغذ کا ایک پرزہ

امرتسر کے اسٹیشن پر تقسیم کرایا۔ جس میں لکھا:۔

"خلیفہ قادیان اور قادیانی اس خر دجال کا استقبال کرنے کو امرتسر اسٹیشن پر آئے ہیں"

اگر مولوی صاحب کی لغت میں استقبال کے یہی معنی ہیں۔ جو انہوں نے اس موقعہ پر کئے ہیں۔ تو جہاں کہیں وہ جاتے ہونگے۔ ان کا اسی طرح استقبال کیا جاتا ہوگا۔ یعنی جتنے لوگ ان کے استقبال کیلئے آتے ہونگے وہ سب کے سب ان کی پیٹھ پر سوار ہو جاتے ہونگے۔ اور مولوی صاحب انہیں اٹھا کر خوب شان و شوکت سے چلتے ہونگے۔ لیکن اگر استقبال کسی اور چیز کا نام ہے۔ تو پھر "خلیفہ قادیان اور قادیانی" جو کہ امرتسر میں "خر دجال" پر سوار ہونیکے لئے گئے۔ ان کے متعلق یہ کہنا کہ "وہ خر دجال کا استقبال کرنے کو امرتسر کے اسٹیشن پر آئے"

گدھے پن کا ثبوت

نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ مولوی صاحب کو ہمارے خلاف قلم اٹھاتے ہوئے اس قدر عقل و خرد سے عاری نہیں ہو جانا چاہیئے۔ وہ ذرا اتنا تو فرمائیں اگر کفار کی گاڑی پر سوار ہونا جائز ہے۔ تو خر دجال سے کام لینا کیوں منع ہے۔ بات اصل میں یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ مولوی صاحب کو رنج اس بات کا ہے۔ کہ خر دجال سے تو "قادیانی" کام لیتے ہیں۔ مگر انہیں نہیں پوچھتے جنہیں قرآن کریم میں خر قرار دیا گیا ہے۔ اور جو کمثل الحمار یحمل اسفاراً کے مصداق ہیں۔ جناب مولوی صاحب کو تسلی رکھنی چاہیئے۔ جو کام یہ حمار دے سکتے ہیں۔ وہ ہم اُن سے لیتے رہتے ہیں اور جو کام "خر دجال" دیتا ہے۔ وہ اس سے لیتے ہیں۔ اور بات تو یہ ہے کہ "خر دجال" اب پہلے کی نسبت بہت زیادہ قرآن کریم کے بنائے ہوئے حمار سے کام لینے میں ہمارے کام آئے گا۔

مبارکباد کے تار

ریل کے افتتاح پر احمدیان مالابار اور احمدیہ ایسوسی ایشن میمو (برما) نے حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور مبارکباد کے تار ارسال کئے۔ اور اپنی عدم شمولیت پر اظہار افسوس کیا۔

انسپکشن ریل موٹر

۱۹۔ دسمبر کو گیارہ بجے دن قریباً نصف درجن ریلوے افسران اسٹیشن کا معائنہ کرنے کے لئے موٹر ٹرالی میں تشریف لائے۔ خان ذوالفقار علیخانصاحب اور قاضی محمد عبد اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر نے دیگر معززین کی معیت میں اُن کو خوش آمدید کہا۔ اور ہار پہنائے۔ ان...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۵۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۲۸ء | جلد ۱۶

سالانہ جلسہ پر آنے والے احباب سے خطاب

مُبارک ہو اُن کے لئے جو مرکز احمدیت کی الفت اپنے سینہ میں رکھتے ہیں ✣

خوشخبری ہو۔ ان کے لئے جو مسکن مسیح موعودؑ کو منبع برکات الٰہی سمجھتے ہیں ✣

مژدہ ہو۔ ان کے لئے جو دارگاہ رسول کو روحانی تسکین کا موجب قرار دیتے ہیں ✣

بشارت ہو۔ ان کے لئے جو قادیان دارالامان کو خدا کے عظیم الشان نشانوں میں سے ایک نشان یقین کرتے ہیں۔ کہ مخلوق کے ہادی اور دنیا کے راہ نمار کے مقرر کردہ وہ دن آ گئے ہیں۔ جن میں ان کے ایمان تازہ۔ دل شادمان آنکھیں ٹھنڈی اور قلب مسرت اندوز ہوا کرتے ہیں ✣

پس اے فدایان احمدیت و عاشقان دین متین اپنی منتظر آنکھوں اور مضطرب دلوں کو تسلی دو۔ کہ وُہ وقت آ گیا ہے جبکہ تمھیں کوچۂ یار کا فرحت آثار دیدار نصیب ہوگا۔ تمھیں ان گلیوں اور ان راستوں پر چلنے کا موقعہ حاصل ہوگا۔ جن کو خدا کے برگزیدہ حضرت مسیح موعودؑ کی پابوسی کا مدتوں شرف حاصل رہا۔ تمہاری آنکھیں اس مبارک **مُبارک مسجد** کو دیکھیں گی جس کے بارے میں خدائے قدوس نے **مبارك مبارك كل امر يجعل فيها مبارك** کی بشارت عظیمہ فرمائی ہوئی ہے۔ تمہیں خدا کا وہ گھر نظر آئے گا جس میں **منارۃ البیضاء** کا عظیم الشان اور بڑی بڑی بشارتوں کا موجب نشان کھڑا ہے۔ اور جو اپنی برکت اور عظمت کے لحاظ سے **مسجد اقصٰی** کا نام پا چکا ہے۔ اور اُنہی مساجد میں تمہیں اپنے خدائے یگانہ کے آگے جبین نیاز خم کرنے کی توفیق حاصل ہوگی۔ جن میں برسوں خدا کے مامور اور نبی نے اپنے خالق حقیقی سے راز و نیاز کی باتیں کیں۔ پھر تمہیں اس **بہشتی مقبرہ** کی زیارت نصیب ہوگی جس میں تمھارا حبیب آرام کر رہا ہے۔ اور جس کے بارے میں یہ ارشاد ربانی موجود ہے۔ کہ **انزل فيها كل رحمة**

پس **اے** احمدی کے لقب سے ملقب ہونیوالے خوش قسمت دوستو!

اے خدا کے ایک عظیم الشان نبی کے قبول کرنے کی سعادت پانے والے بیدار بخت بھائیو!

اے آسمانی نُور سے منوّر ہونے کا شرف رکھنے والے سعادت مند عزیزو! مستعد ہو جاؤ۔ کہ تمھیں اپنی زندگی میں ایک بار پھر یہ موقعہ نصیب ہُوا۔ تم اپنے ایمان کو تازہ کر لو۔ ایقان کو بڑھا لو۔ اور **یاتیك من كل فج عميق** کا نظارہ خود دیکھو اور دوسروں کو دکھا دو۔ تمھیں کیا معلوم آئندہ سال اس نعمت کے حاصل کرنے کے لئے تم زندہ رہو گے۔ یا اپنے معبود حقیقی سے جا ملو گے۔ پھر کیوں نہ اس موقعہ سے فائدہ اُٹھا لو ✣

کیا تمھیں یہ بتانے کی ضرورت ہے۔ کہ جلسہ کے بابرکت ایام قادیان کی پاک سرزمین پر کیوں طلوع کرتے ہیں ہرگز نہیں۔ تم خوب جانتے ہو۔ یہ اس لئے آتے ہیں۔ تا اس برگزیدہ خدا کے مُونہہ سے نکلے ہوئے الفاظ کی تصدیق کریں۔ جس نے اس تیرہ و تار زمانہ میں اسلام کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو بچایا۔ اور جس کی مسیحا نفسی کے تم چلتے پھرتے بولتے چالتے زندہ ثبوت ہو۔ پھر کیا تمھارا یہ فرض نہیں۔ کہ جلسہ کے ایام کو **بارونق اور پُرشوکت** بنانے کے لئے اپنے تمام کاموں کو چھوڑ چھاڑ کر مرکز میں جمع ہو جاؤ۔ ضرور ہے۔ اور تم اس کی بجا آوری کی سعادت حاصل کرو گے۔

دنیادار متاع دنیا جمع کرنے میں مصروف ہیں۔ دنیا کی عزت اور بڑائی حاصل کرنے کی کوششوں میں مشغول ہیں۔ اس چند روزہ زندگی کی دلفریب الجھنوں میں پھنسے ہُوئے ہیں۔ ان ایام میں ان کے بھی جلسے ہونگے۔ وُہ بھی جمع ہونگے لیکن اے وہ لوگو جنھوں نے ایک برگزیدہ خدا کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا سچا عہد کیا ہے۔ تمھارا جلسہ اور تمھارا اجتماع ان سب سے نرالا ہوگا۔ تم اُن جذبات اور خیالات کو لے کر آؤ گے۔ جو محض خدا اور اُس کے رسُول کے لئے اور اس کے فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے ہوں گے۔ تمہاری آنکھیں ان نشانات کو دیکھیں گی۔ جو خدا کی ہستی کا ثبوت۔ اس کے نبی کی صداقت کی دلیل۔ اور اس کے فرستادہ کے برحق ہونے کی علامت ہیں۔ تمہارے دل اس خوشی اور فرحت سے بہرہ اندوز ہونگے۔ جو **خدا تعالٰے کی قدرت کے جلوے** اور مظاہر دیکھنے کی اہلیت رکھنے والوں کو ہوا کرتی ہے۔ پس تم اس بستی ہاں خدا تعالٰے کی اس **برگزیدہ بستی** میں آ جاؤ۔ جس میں یہ سارے نشانات موجود ہیں۔ اور جس میں وہ نور ظاہر ہُوا ہے۔ جس نے اکناف عالم میں اجالا کر دیا۔ اور تمہارے سینوں کو ایمان کی روشنی سے بھر دیا ہے ✣

اس وقت تک جس قدر سالانہ جلسے ہو چکے ہیں۔ ان میں آپ لوگ جس جوش و اخلاص کے ساتھ شریک ہوتے رہے ہیں۔ اور ہر بار پہلے کی نسبت جس کثرت سے شامل ہوتے رہے ہیں۔ وہ ثبوت ہے۔ اس امر کا کہ آپ کے دلوں میں **دیار محبوب** کی زیارت کا جذبہ۔ خدا تعالٰے کے نشانات دیکھنے کا شوق۔ اس کے مسیح کی صداقت کی علامات ملاحظہ کرنے کا ولولہ روز افزوں ترقی پذیر ہے ✣ اور ہر سال جو تم پر گذرتا ہے۔ وہ تمہیں پہلے کی نسبت زیادہ مشتاق اور پُر آرزو بنا دیتا ہے۔ پس اب جبکہ ایک اور سال تم پر گذر چکا ہے اپنی اس اخلاص مندی اور جوش دینی کا ثبوت دیجئے۔ جو آپ کو مرکز سلسلہ سے ہے۔ اور جس کے اظہار کا سارے سال میں تمہیں صرف ایک ہی دفعہ ایسا موقعہ حاصل ہوتا ہے ✣

فوراً روانہ ہو جائیے۔ اپنے لواحقین جن میں تمہارے بیوی بچوں کا تم پر سب سے زیادہ حق ہے۔ ان کو ساتھ لیجئے اپنے دوستوں اور شناساؤں کو ہمراہ لیجئے۔ اور

زمین قادیاں اب محترم ہے ✣ ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

کا دل خوشکن اور فرحت افزا منظر تیار کرنے میں شامل ہو جائیے

اس سال خدا تعالٰے نے راستہ کی تکالیف کو کم کرنے اور بآرام دیار محبوب میں پہونچا دینے کے لئے ریل جاری کرا کر جو احسان عظیم کیا ہے۔ اس کا بہترین طور پر شکریہ ادا کرنے کا یہی طریق ہے۔ کہ پہلے سالوں کی نسبت بہت کثرت سے احباب تشریف لائیں۔ اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ہر ایک شخص سوائے اس کے جسے کوئی خاص مجبوری ہو۔ ضرور آ جائے ✣

خدا تعالٰے آپ کو اس کی توفیق بخشے۔ اور آپ کے راستہ میں کوئی ایسی روک حائل نہ ہو۔ جو جلسہ میں شامل ہونے سے مانع ہو سکے ✣

تعلیمی امداد میں مسلمانوں کا حصّہ

یہ امر کس درجہ افسوسناک اور تکلیف دہ ہے۔ کہ مسلمان پنجاب میں پچپن فیصدی ہیں۔ اور حکومت پنجاب کی آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ وہی ہیں۔ کیونکہ وہ پچاس فیصدی مالیہ ادا کرتے ہیں لیکن افسوس ہے۔ کہ باوجود ضابطہ تعلیم میں اس دفعہ کی موجودگی کے کہ پسماندہ جماعتوں کے ساتھ خاص سلوک کیا جائیگا۔ مسلمانوں کی تعلیم سے سخت تغافل برتا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ تعلیمی میدان میں وہ بہت ہی پسماندہ ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ناانصافی ہوگی۔ کہ ان تمام حالات کو نظر انداز کر کے حکومت نے مدارس کو جو سرکاری امداد ۲۸-۱۹۲۷ء میں دی۔ اس سے مسلمانوں کو صرف ۲۰۴۳۳۰ روپے ملے۔ حالانکہ غیر مسلم ۸۰۸۸۲۴ روپے لے گئے۔ اور عجیب تر بات یہ ہے۔ کہ موجودہ

وزیر تعلیم ان حقائق اور اعداد و شمار سے بخوبی آگاہ ہیں۔ اور مسلمانوں کی طرف سے بار بار توجہ دلائے جانے اور آہ و بکا کے باوجود ان کی حالت کی اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ✣

وزیر تعلیم کونسل میں مخلوط حلقہ کے نمائندہ ہیں۔ اور آپ اُن لوگوں کی آراء سے کونسل میں گئے ہیں۔ جو زیادہ تعلیم یافتہ اور وسیع الخیال سمجھے جاتے ہیں۔ کیا مسلم مفاد سے آپ کی یہ بے اعتنائی مخلوطی لیڈروں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں ✣

ایک کروڑ شدھی فنڈ

شدھی اور سنگٹھن کی فسادانگیز زہریلی اور ملک کے خرمنِ امن کے لئے ڈائنامیٹ کا حکم رکھنے والی تحریکات کو پوری شوکت و شان اور زور و شور سے جاری کرنے کے لئے آریہ سماج نے ایک کروڑ روپیہ کی فراہمی کا ارادہ کیا ہے۔ اور اس مقصد کے لئے ایک آنہ سے چار آنہ تک کی رسید بکیں چھپوا کران کی فروخت شروع کر دی گئی ہے ظاہر ہے۔ کہ یہ تمام تیاریاں غریب اور خوابیدہ مسلمانوں کو مبتلائے آلام کرنے کے لئے ہیں۔ مگر حیرت ہے۔ مسلمان ان سب باتوں کو دیکھتے ہوئے بھی نہایت اطمینان کی نیند سو رہے ہیں اور حفاظتِ خود اختیاری کے لئے کوئی کوشش کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے ✣

اسلام اور سکھ ازم

سکھ معاصر شیر پنجاب۔ (۲۷؍ نومبر) لکھتا ہے:۔

"مسلمانوں نے نہ صرف یہ کہ اس مذہب (سکھ ازم) کو بیگانہ سمجھ کر اس کی مخالفت بھی نہ کی۔ بلکہ اس کی تائید میں صدائیں بلند کیں۔ اور زمانہ کے بڑے بڑے مسلمانوں کو تسلیم کرنا پڑا۔ کہ گورو نانک جی کی تعلیم اسلامی توحید کے منافی نہیں ہے۔ ۔ ۔ ۔ اس وقت تک سکھ قوم اسی طرح خدا کی وحدانیت کو مانتی ہے۔ جیسے مسلمان گو بعض تاریخی اور سیاسی اسباب سے بعد کو۔ ۔ ۔ ۔ مسلمان اور سکھوں کے درمیان وہ تعلقات نہ رہے۔ جو ابتداء میں قائم ہوئے تھے"

مذکورہ بالا سطور میں معزز معاصر نے صاف طور پر تسلیم کیا ہے۔ کہ اسلام اور سکھ ازم میں بہت قریب کا تعلق ہے اور ابتداء میں دونوں کے تعلقات نہایت خوشگوار تھے۔ جو تاریخی اور سیاسی اسباب کی بناء پر اس حالت میں نہ رہے۔ اگر اس زمانہ میں جبکہ مسلمان یہاں کے حکمران تھے۔ سکھوں کو ان سے کوئی سیاسی اختلاف تھا۔ تو اب جبکہ سکھ اور مسلمان ہندوستان میں ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں۔ کیا ہم امید رکھیں۔ ہمارا سکھ معاصر اپنے مقدس گرو کی اقتداء میں مسلمانوں سے خوشگوار تعلقات کی تجدید کے لئے عملی کوشش کریگا۔ ہم اسے یقین دلاتے ہیں۔ کہ مسلمان اس کے لئے ہر وقت آمادہ ہیں ✣

اشارات

انشاء اللہ تعالےٰ سالانہ جلسہ پر کھانا تیار کرانے میں پوری احتیاط سے کام لیا جائیگا۔ خاصکر روٹیاں پکانے میں۔ احباب کا بھی فرض ہونا چاہئے۔ کہ کسی صورت میں کھانے کا قلیل سے قلیل جزو بھی ضائع نہ ہونے پائے۔ کیونکہ کئی ہزار کے مجمع کے کئی اوقات میں بیسیوں جگہ تھوڑا تھوڑا کھانا ضائع جانے سے اخراجات میں بہت بڑا اضافہ ہو جاتا ہے۔ جو بہت افسوسناک ہے ✣

جو اصحاب اپنے ساتھ غیر احمدی اصحاب کو لائیں۔ وہ ان کی ضروریات کا خود خیال رکھیں۔ اور اُنھیں ہر طرح آرام اور سہولت پہونچانے کی کوشش کریں۔ اس کے لئے منتظمین جلسہ سے جس قسم کی امداد کی ضرورت ہو۔ حاصل کر لیں۔ لیکن ان کی مشکلات کا بھی لحاظ رکھیں ✣

ہر ایک جماعت قادیان پہونچتے ہی اپنے میں سے ایسے اصحاب مقرر کر دے۔ جو منتظمین جلسہ کی ہدایات کے ماتحت اپنی اپنی جماعت کی ضروریات مہیا کرنے کا کام سرانجام دیں۔ ایسے اصحاب کو جلد سے جلد منتظمین جلسہ سے روشناس ہو کر اپنے فرائض ادا کرنے شروع کر دینے چاہئیں ✣

احباب کو کوشش کرنی چاہئے۔ کہ جلسہ کی ساری کارروائی میں ضرور شریک ہوں۔ ہر ایک تقریر نہایت اہم اور ضروری امور پر مشتمل ہوتی ہے۔ اور اس کا سُننا ہر ایک احمدی کے لئے ضروری ہوتا ہے علاوہ ازیں جلسہ کے اوقات کے بعد جن جلسوں کا انتظام کیا جاتا ہے ان میں بھی ضرور شریک ہونا چاہیئے ✣

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے جلسہ گاہ میں تشریف لے جانے یا واپس آنے کے وقت نیز نمازوں میں تشریف لانے کے اوقات میں حضور پر ہجوم نہ کیا جائے۔ یُوں بھی حضرت اقدس کی طبیعت علالت کی وجہ سے کمزور ہے۔ اور ان ایام میں تو چونکہ حضور کو دن رات مشغول رہنا پڑتا ہے اس لئے بہت زیادہ کمزوری ہو جاتی ہے۔ ایسی حالت میں دیر تک حضور کو ٹھہرائے رکھنا اور ہر طرف سے حضور پر بوجھ ڈالنا بہت تکلیف کا موجب ہوتا ہے پس مجمع میں سے حضور کے گذرنے کے متعلق جو انتظام کیا جائیگا اس کی بڑی احتیاط سے پابندی کی جائے ✣

ایک نہایت ضروری بات یہ یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ ہر ایک جماعت کے ذمہ وار اصحاب کو قادیان پہونچتے ہی اپنے کمرہ کے منتظم صاحب سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ کی ملاقات کا فارم حاصل کر کے اُسے پُر کر لینا چاہیئے۔ اور جلد سے جلد دفتر پرائیویٹ سیکرٹری صاحب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ میں پہونچا دینا چاہیئے۔ پھر وہاں سے جو وقت مقرر ہو۔ (جس کی اُنھیں اطلاع بذریعہ اعلان یا کسی اور صورت میں پہونچا دی جائیگی) اس سے اپنی جماعت کے سارے افراد کو مطلع کر دینا چاہیئے۔ اور مقررہ وقت سے پہلے قصر خلافت میں پہونچکر انچارج ملاقات سے مِل لینا چاہیئے ✣

۲۷۔ دسمبر کی رات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے بیعت لینے کے لئے مقرر فرمائی ہے۔ ہر جماعت کو یہ بات نوٹ کر لینی چاہئے۔ اور اس وقت بیعت کرنے والے اصحاب کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں پہونچا دینا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے۔ کہ نئے بیعت کرنے والوں کے نام اور مفصل پتے پہلے ہی لکھ لینے چاہئیں۔ اور بیعت ہو جانے کے بعد پرائیویٹ سیکرٹری صاحب یا اُن کے قائم مقام کو دے دینے چاہئیں ✣

جلسہ گاہ کے انتظام کے لئے جو اصحاب مقرر ہوں۔ اُن کی ہدایات کی پوری پوری پابندی کی جائے۔ تاکہ بہتر سے بہتر انتظام ہو سکے ✣

چھوٹے بچوں کو اکیلا نہ چھوڑا جائے۔ ایک تو اتنے بڑے مجمع میں گم ہو جانے کا خدشہ ہے۔ دوسرے ڈھاب میں بہت زیادہ پانی ہے۔ اور خطرہ ہے۔ کہ بچے کھیلتے کھیلتے ادھر نہ چلے جائیں۔ اور اس طرح خدانخواستہ کوئی ناگوار حادثہ رونما ہو جائے ✣

جلسہ کے موقعہ پر جن اصحاب کے پاس روپیہ یا کوئی اور قیمتی چیز ہو۔ اُنھیں دفتر بیت المال میں یا کسی اپنے دوست کے ہاں باخذ رسید امانتاً رکھوا دینا چاہیئے۔ تاکہ اتنے بڑے ہجوم میں کسی قسم کے نقصان کا خطرہ نہ رہے ✣

یہ ایام چونکہ نہایت مُبارک ہوتے ہیں۔ اس لئے احباب کو چاہئے۔ کہ اسلام اور سلسلہ کی ترقی کے لئے خاص طور پر دعائیں کریں ✣

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

(از جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سونی پت)

حضرت ابوذر کا اسلام لانا

حضرت ابوذر فرماتے ہیں۔ کہ میں قبیلہ غفار کا ایک شخص ہوں جب ہمیں اپنے علاقہ میں یہ خبر پہونچی۔ کہ مکہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ تو میں نے ان کے حالات معلوم کرنے کے لئے اپنے بھائی کو مکہ بھیجا۔ چنانچہ وہ گئے۔ اور آنحضرت سے ملے۔ اور پھر گھر میں واپس آئے۔ جب میں نے ان سے حال پوچھا۔ تو وہ کہنے لگے کہ میں نے اس شخص کو دیکھا ہے۔ وہ ہر نیکی کا حکم کرتے ہیں۔ اور ہر بری بات سے منع کرتے ہیں۔ ابوذر کہتے ہیں۔ کہ ان کی اتنی مختصر بات سے میری تسلی نہ ہوئی۔ اور میں نے خود اپنا سامان تیار کیا۔ اور مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں میں بہت حیران ہوا۔ کہ میں کس طرح آنحضرتؐ سے ملوں۔ کیونکہ میں ان کو پہچانتا نہ تھا۔ اور یہ میں نے مناسب نہ سمجھا۔ کہ لوگوں سے آپکی بابت دریافت کروں۔ میں کعبہ میں اتر پڑا۔ بھوک پیاس لگتی تو زمزم کا پانی پی لیا کرتا۔ ایک دن حضرت علی میرے پاس سے گذرے۔ انہوں نے مجھے دیکھکر کہا۔ کہ تم یہاں مسافر معلوم ہوتے ہو۔ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا ہمارے گھر چلو۔ میں ان کے ساتھ ہو لیا۔ نہ وہ مجھ سے بولے نہ میں کچھ بولا۔ وہیں ان کے پاس کھانا کھایا اور سو رہا۔ صبح ہوئی تو میں پھر کعبہ میں گیا۔ اور ارادہ کیا۔ کہ آج آنحضرتؐ کی بابت کسی سے پوچھوں گا۔ مگر کوئی شخص مجھے ایسا نہ ملا۔ جس سے یہ سوال کرتا رات ہو گئی اور میں کعبہ میں ہی پڑ رہا۔ اتفاقاً پھر حضرت علی میرے پاس سے گذرے اور کہنے لگے کہ تمہیں آج بھی کوئی جگہ ٹھہرنے کو نہیں ملی۔ میں نے کہا نہیں۔ حضرت علی نے کہا چلو میرے ساتھ۔ راستہ میں انہوں نے پوچھا۔ کہ تم باہر کے آدمی معلوم ہوتے ہو۔ تمہارا یہاں کیا کام ہے۔ جو آئے ہو؟ میں نے کہا۔ کہ اگر آپ میرا راز فاش نہ کریں تو بیان کرتا ہوں۔ حضرت علی نے کہا ہاں میں کسی سے نہیں کہوں گا۔ تم بیشک بیان کرو۔ میں نے کہا۔ کہ ہمیں اپنے علاقہ میں یہ خبر ملی تھی۔ کہ یہاں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس پر میں نے اپنے بھائی کو یہاں بھیجا۔ مگر جو کچھ انہوں نے بیان کیا اس سے میری تسلی نہیں ہوئی۔ اس لئے اب میں خود اس شخص سے ملنے آیا ہوں۔ حضرت علی نے کہا۔ اچھے ملے! میں بھی وہیں جا رہا ہوں۔ جن سے تم ملنا چاہتے ہو۔ تم میرے ساتھ چلو۔ اور جہاں میں جاؤں تم بھی داخل ہو جانا۔ اور اگر کوئی فسادی آدمی جس سے تم کو کسی خطرہ کا اندیشہ ہوگا۔ مجھے نظر آئیگا۔ تو میں دیوار کے پاس ٹھہر جاؤں گا۔ اور اپنی جوتی درست کرنے لگو نگا تم یہ اشارہ سمجھ لینا اور مجھ سے الگ ہو کر سیدھے چلے جانا۔ میں نے کہا اچھا۔ اس کے بعد حضرت علی مجھے آنحضرت صلعم کے پاس لے گئے۔ میں آپ سے ملا۔ اور سوال کیا۔ کہ مجھے اسلام کے احکام سنائیے۔ آنحضرت صلعم نے سنائے میں اسی وقت مسلمان ہو گیا اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ اے ابوذر ابھی اپنے اسلام کو کھلم کھلا ظاہر نہ کرنا۔ بلکہ بہتر ہے۔ کہ تم اپنے علاقہ کی طرف واپس چلے جاؤ اور جب تمہیں ہمارے غلبہ کی خبر پہونچے تو ہمارے پاس آ جانا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے اس خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں اب اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا۔ میں تو ابھی پکار پکار کر لوگوں میں اس کو ظاہر کروں گا۔ چنانچہ میں وہاں سے نکلا اور پکارتا ہوا کعبہ کی طرف آیا۔ اور کہا کہ اے قریش میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں۔ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ یہ سن کر قریش کے لوگ کہنے لگے کہ ذرا اس بے ایمان کی خبر لینا۔ یہ کہکر وہ لوگ مجھ پر ٹوٹ پڑے۔ اور مجھے اتنا مارا کہ میری جان نکلنے کے قریب ہو گئی۔ اتنے میں حضرت عباس نے مجھے دیکھا۔ اور مجھ پر جھک گئے۔ اور لوگوں سے کہا۔ کمبختو یہ تو قبیلہ غفار کا آدمی معلوم ہوتا ہے۔ اگر یہ مارا گیا۔ تو یاد رکھو کہ وہ لوگ تمہاری وہ خبر لیں گے کہ تم بھی یاد کرو گے۔ تم نہیں جانتے کہ تمہارے قافلوں اور تجارت کا راستہ انہی کے علاقہ میں سے ہے۔ یہ سن کر وہ مارنے والے رک گئے۔ اور ادھر ادھر چلے گئے۔ خیر میں نے وہ رات گذاری۔ اور جب صبح ہوئی تو میں پھر کعبہ میں گیا۔ اور کل کی طرح پھر کلمہ پڑھا اور اپنا اسلام ظاہر کیا۔ اس پر پھر وہ لوگ مجھے مارنے لگے۔ حضرت عباس پھر دوڑے ہوئے آئے۔ اور مجھے ان سے بچایا۔ اور وہی بات کہی۔ جو کل کہی تھی۔ غرض یہ حال میرے مسلمان ہونے والے دن کا ہے ؛

حقیقی پاکیزہ زندگی

ایک دن آنحضرت صلعم کے چند صحابہ آپکی بی بیوں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تاکہ آنحضرت صلعم کی عبادت کا حال دریافت کریں۔ انہوں نے خیال کیا کہ شائد آپ گھر میں ہر وقت نماز میں ہی مصروف رہتے ہوں گے۔ جب بی بیوں نے آپ کے حالات سنائے۔ اور انہیں آپکی عبادت معمولی معلوم ہوئی تو وہ کہنے لگے۔ کہ بھلا ہم کو آنحضرتؐ سے کیا نسبت۔ آپ کے تو اگلے پچھلے قصور سب خدا نے معاف کر دئے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں تو اب ساری رات نماز ہی پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا۔ کہ میں ہمیشہ روزہ ہی رکھا کروں گا۔ کوئی دن ناغہ نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں کبھی شادی نہیں کروں گا۔ آنحضرتؐ نے جب یہ باتیں سنیں تو انہیں بلوا کر پوچھا۔ کہ کیا تم نے ایسا ایسا کہا ہے؟ وہ بولے ہاں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا۔ کہ خدا کی قسم میں تم سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا ہوں۔ مگر پھر بھی میرا یہ حال ہے۔ کہ روزہ رکھتا بھی ہوں۔ اور چھوڑ بھی دیتا ہوں نماز بھی پڑھتا ہوں۔ اور سوتا بھی ہوں۔ عورتوں سے نکاح کرتا ہوں۔ اور ان سے تعلق بھی رکھتا ہوں۔ سن لو! کہ جو شخص میرے اس طریقہ پر نہیں چلے گا۔ اس کا پھر میرے ساتھ کچھ تعلق نہیں ؛

جنگ احد میں صحابہ کی قربانیاں

جو نمونہ صحابہ نے احد کی جنگ کے موقعہ پر آنحضرت کے گرد و پیش آپ پر قربان ہونے کا دکھایا ہے۔ اور جس طرح آپ کی حفاظت کے لئے انہوں نے اپنے اعضاء اور جسموں کو ڈھال بناکر مصائب سہے ہیں۔ دنیا وہ نمونہ پیش کرنے سے عاجز ہے۔ ہم انشاء اللہ احد کی لڑائی کا حال مسلسل کسی پرچہ میں لکھیں گے۔

لونڈیاں آپ سے کام لیا کرتی تھیں

مدینہ میں کئی دفعہ غریب لونڈیاں آپ کو پکڑ بیٹھیں اور کہتیں کہ یا رسول اللہ یہ ہمارا کام ہے اسے کر دیں۔ آنحضرت ان کے ساتھ ہو لیتے اور ان کا کام کر دیتے ؛

الفقر فخری

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ کہ آنحضرت کے گھروں میں کئی دفعہ دو دو مہینے تک آگ نہ جلتی تھی۔ ایک شخص بولا۔ کہ پھر گذارہ کس طرح ہوتا تھا۔ بولیں کہ پانی اور کھجور کھا لیتے تھے۔ یا کبھی کہیں سے کچھ دودھ آ جاتا تھا۔ آنحضرتؐ نے ساری عمر کبھی چپاتی کی شکل نہیں دیکھی۔ نہ کبھی میدہ آپ کے ہاں آیا۔ گھر میں کوئی چھلنی نہ تھی چکی سے موٹا موٹا آٹا پیکر منہ کی پھونکوں سے بھوسی اڑا دیتے اور باقی کو گوندہ کر پکا لیتے۔ جب آنحضرت صلعم فوت ہوئے تو آپ کی زرہ تھوڑے سے جَو کے بدلے ایک یہودی کے پاس گرو تھی۔ اور جن کپڑوں میں آپ فوت ہوئے۔ ان میں دونو طرف پیوند لگے ہوئے تھے۔ حالانکہ وہ ایسا وقت تھا۔ کہ سارا جزیرہ نمائے عرب آپ کا مطیع اور فرمانبردار ہو چکا تھا ؛

مساوات

جب آنحضرت صلعم بدر کی جنگ کے لئے مدینہ سے نکلے۔ تو فوج میں سواریاں بہت کم تھیں۔ تین تین آدمیوں کے پیچھے ایک ایک اونٹ تھا۔ اور لوگ باری باری سوار ہوتے تھے۔ آنحضرتؐ کے ساتھ بھی دو آدمی ایک اونٹ میں شریک تھے۔ جب وہ عرض کرتے کہ یا رسول اللہ آپ سوار رہیں۔ ہم پیدل چلیں گے۔ تو آپ فرماتے کہ تم مجھ سے زیادہ پیدل نہیں چل سکتے۔ اور میں بھی تمہاری طرح ثواب کا محتاج ہوں۔ چنانچہ آپ ان کو اپنی اپنی باری پر سوار کرا دیتے اور خود پیدل چلتے ؛

آپ لین دین کے کھرے تھے

خالد بن عمیر ایک صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ میں ایک دفعہ مکہ گیا۔ ان دنوں آنحضرت مکہ میں تھے۔ اور ابھی ہجرت نہیں ہوئی تھی۔ وہاں میں نے ایک پاجامہ آنحضرت کے ہاتھ فروخت کیا۔ حضورؐ نے اس کی قیمت میں مجھے چاندی دی۔ اور جب آپؐ نے وہ چاندی تولی۔ تو خوب جھکتی ہوئی تولی ؛

آنحضرتؐ پر سب سے زیادہ سختی کا دن (طائف)

ایک دن حضرت عائشہ رضؓ نے آنحضرتؐ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ کیا احد سے بھی زیادہ سخت کوئی دن آپ پر آیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے تمہاری قوم قریش سے جو مصیبتیں اٹھائی ہیں۔ وہ احد سے بہت بڑھکر ہیں۔ اور سب سے زیادہ تکلیف مجھے اس دن پہونچی۔ جس دن میں طائف میں عبد یالیل کے پاس گیا اور اس نے میری دعوت رد کردی۔ میں نہایت رنج وملال کے ساتھ وہاں سے چلا۔ ان لوگوں نے وہاں کے شہدے اور اوباش میرے پیچھے لگا دیئے۔ اور انہوں نے کئی میل تک مجھے ہوش نہ آنے دیا۔ اتنا مارا اور پتھر برسائے۔ کہ مجھے معلوم نہ تھا۔ کہ کدھر جا رہا ہوں۔ میں نے اپنا منہ بچانے کیلئے اپنا سر نیچے کر رکھا تھا۔ اور میرے ہوش وحواس بجا نہ تھے۔ یہانتک کہ یہ پتھروں کی بارش قرن الثعالب میں جاکر بند ہوئی۔ تو میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور دیکھا کہ ایک ابر کے ٹکڑے نے مجھ پر سایہ کر لیا۔ اور اس میں جبرائیل علیہ السلام تھے۔ انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپکی تبلیغ اور ان لوگوں کا سلوک دیکھ لیا۔ اور اس نے آپ کے پاس پہاڑوں کے فرشتہ کو بھیجا ہے۔ اور آپ کو اجازت دی ہے۔ کہ جو چاہیں۔ اسے حکم کریں۔ پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی اور سلام کیا۔ اور کہا۔ کہ میں اس وقت جو آپ چاہیں میں کردوں۔ اگر اجازت ہو۔ تو یہ دونوں سامنے والے پہاڑ ان لوگوں پر رکھ دوں۔ میں نے کہا نہیں میں یہ نہیں چاہتا۔ مجھے امید ہے۔ کہ اللہ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کریگا جو اس کی عبادت کریں گے۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اللھم صل علی محمد

خیر آپ نے ان اوباشوں کے ظلم سے ایک باغ میں پناہ لی۔ وہ باغ آپ کے مکہ کے پرانے دشمنوں عتبہ اور شیبہ کا تھا اس وقت وہ دونوں وہیں باغ میں موجود تھے۔ آپ کی مصیبت دیکھکر ان دشمنوں کو بھی اس وقت ترس آگیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ایک عیسائی غلام عداس نامی کو بلا کر کہا۔ کہ ایک خوشہ انگوروں کا لیکر اس شخص کو دے آ جو باغ میں فلاں جگہ بیٹھا ہے۔ عداس انگور لے کر حاضر ہوا اور پیش کرکے کہا کہ اسے کھائیے۔ آپ جب کھانے لگے تو پہلے بسم اللہ پڑھی۔ عداس نے آپ کے چہرہ کو غور سے دیکھا۔ اور کہا کہ خدا کی قسم یہ کلام تو اس شہر کے لوگ نہیں پڑھا کرتے۔ آنحضرتؐ نے اس سے پوچھا تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ اور تمہارا کیا دین ہے۔ عداس نے کہا میں عیسائی ہوں اور نینوہ کا رہنے والا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تو تم یونسؑ کے شہر والے ہو۔ عداس نے کہا آپ کیا جانیں۔ کہ یونسؑ کون تھے ہم آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ وہ میرے بھائی تھے۔ میں بھی نبی ہوں۔ اور وہ بھی نبی تھے۔ یہ سنکر عداس جھکے اور آنحضرتؐ کے سر اور ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ یہ نظارہ عتبہ اور شیبہ نے بھی دور سے دیکھا اور کہنے لگے تو اس شخص نے ہمارے غلام کو بھی گمراہ کر دیا۔ جب غلام ان کے پاس واپس آیا۔ تو انہوں نے کہا کمبخت تو نے اس شخص کے سر اور ہاتھوں کو کیوں بوسہ دیا۔ عداس بولے حضور اس وقت اس شخص سے بہتر اور کوئی شخص پردہ دنیا پر نہیں ہے۔ عتبہ شیبہ کہنے لگے۔ عداس افسوس کی بات ہے۔ تمہارا دین تو اس کے دین سے اچھا ہے تم ہرگز اپنے دین کو نہ چھوڑو۔

بچوں کو پیار کرنا

ایک دفعہ آنحضرت صلعم کے پاس ایک دیہاتی آدمی بیٹھا تھا۔ آپ نے اس کے سامنے اپنے نواسے کو پیار کیا اور چوما وہ کہنے لگا یا رسول اللہ کیا آپ بھی بچوں کو چومتے ہیں؟ ہم تو اپنے بچوں کو اس طرح پیار نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ بھائی جب اللہ نے تمہارے دل سے رحم چھین لیا تو میں کیا کرسکتا ہوں۔

چچا کی گواہی بھتیجے کی بزرگی پر

جناب ابوطالب آنحضرتؐ کے چچا مرتے دم تک مسلمان نہیں ہوئے۔ مگر پھر بھی آنحضرتؐ کی بزرگی کے اتنے قائل تھے کہ انہوں نے آپ کی تعریف میں ایک قصیدہ کہا ہے اس کا ایک شعر یہ ہے۔ ؎

وَاَبْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْہِہٖ
ثِمَالُ الْیَتَامٰی۔ عِصْمَۃٌ لِلْاَرَامِلِ

یعنی محمدؐ وہ گورے رنگ کا انسان ہے۔ کہ ہم لوگ ان کے طفیل سے بارش مانگا کرتے ہیں۔ اور سب جانتے ہیں۔ کہ وہ یتیموں کا خبر گیر اور بیوہ عورتوں کا سہارا ہے۔

کعبہ میں نشست گاہیں

جاہلیت کے زمانہ میں قریش کے ہر خاندان کے لئے کعبہ میں بیٹھنے کی جگہیں مقرر تھیں۔ جہاں وہ لوگ آکر بیٹھا کرتے اور اپنی مجلسیں لگایا کرتے تھے۔

زید بن حارثہ کا قصہ

جاہلیت کے زمانہ میں آپ کے ایک غلام تھے۔ ان کا نام تھا زید۔ آپ کے پاس وہ اس طرح آئے تھے۔ کہ ایک دفعہ کئی لٹیروں نے ان کے قبیلہ پر ڈاکہ مارا۔ اور ان کو قید کرکے لیگئے اور غلام بنا کر بیچدیا۔ ان کو حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے حکیم نے اپنی پھوپھی کے لئے لیا۔ اور مکہ میں لاکر ان کے حوالہ کر دیا۔ اس وقت زید کی عمر ۸ سال کی تھی۔ حضرت خدیجہ نے ان کو آنحضرتؐ کی نذر کر دیا۔ اب وہ آپ کی خدمت میں رہنے لگے۔ اتفاقاً کچھ مدت کے بعد زید کے رشتہ داروں کو ان کا پتہ چل گیا۔ ان کے والد جن کا نام حارثہ تھا۔ ان کی تلاش میں اپنے بھائی سمیت مکہ آ پہونچے۔ اور آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ اے عبد المطلب کے صاحبزادے ہم اپنے لڑکے کیلئے حاضر ہوئے ہیں۔ جو آپ کی خدمت میں ہے۔ آپ ہم پر احسان کریں۔ اور اس کا فدیہ لے کر اسے ہمارے حوالے کردیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا وہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا زید۔ آپ نے زید کو بلایا اور پوچھا کہ تم ان لوگوں کو جانتے ہو۔ وہ بولے ہاں یہ میرے والد ہیں اور یہ میرے چچا ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ زید یہ لوگ تم کو لینے آئے ہیں۔ اور تم نے میرے حال کو بھی دیکھ لیا ہے۔ میری طرف سے تمہیں اجازت ہے۔ خواہ یہاں رہو۔ خواہ ان کے ساتھ واپس وطن کو چلے جاؤ۔ زید نے جواب دیا۔ حضور میں ان کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ میں تو آپ کے پاس ہی رہوں گا۔ آپ ہی میرے باپ ہیں۔ اور آپ ہی میرے چچا ہیں۔ ان کا باپ بولا۔ کمبخت تیرا برا ہو۔ تو آزادی پر غلامی کو ترجیح دیتا ہے۔ اور اپنے عزیزوں کو چھوڑ کر غیروں کے پاس رہنا چاہتا ہے۔ زید نے جواب دیا ہاں میں نے ان صاحب میں ایسی بات دیکھی ہے۔ کہ اب میں انہیں چھوڑ کر کسی دوسرے کو پسند نہیں کر سکتا۔ جب آنحضرتؐ نے زید کی یہ وفاداری اور شکر کا جذبہ دیکھا تو آپ اس کا ہاتھ پکڑ کر کعبہ کے صحن میں لے گئے اور اعلان فرمایا۔ کہ اے حاضرین گواہ رہو۔ آج سے میں زید کو آزاد کرتا ہوں۔ اور اب یہ میرا بیٹا ہے۔ میں اس کا وارث ہوں۔ اور یہ میرا وارث ہے۔ جب زید کے والد اور چچا نے یہ حال دیکھا تو ان کی تسلی ہوگئی اور خوشی خوشی اپنے گھر کو واپس چلے گئے۔ یہ واقعہ نبوت سے پہلے کا ہے پھر جب آنحضرتؐ نے نبی ہونے کا دعوےٰ کیا اور لوگوں کو مسلمان بنانا شروع کیا۔ تو زید بھی فوراً مسلمان ہوگئے۔ سب سے پہلے مسلمان آپ کے گھر کے لوگ ہی تھے۔ یعنی حضرت خدیجہؓ آپ کی بیوی۔ حضرت علی جو آپ کے چچیرے بھائی تھے اور آپ کے پاس ہی رہتے تھے۔ اور حضرت زید جو آپ کے منہ بولے بیٹے تھے۔ جب زید بڑے ہوگئے۔ تو آپ نے اپنی پھوپھی کی بیٹی زینبؓ سے ان کا نکاح کر دیا۔ حالانکہ قریش اتنی ناک والی قوم تھی۔ کہ غلاموں کو وہ جانوروں سے زیادہ ذلیل سمجھتے تھے۔ زید کے آزاد ہوجانے کے بعد لوگ ان کو زید بن محمدؐ (یعنی محمدؐ کا بیٹا زید) کہا کرتے تھے۔ پھر مدینہ میں جب یہ خدا کا حکم قرآن میں نازل ہوا۔ کہ کسی کا بیٹا اپنا بیٹا نہیں ہے۔ اور جس کا بیٹا ہو اسی کے نام سے پکارا جائے تو اس وقت سے پھر وہ زید بن حارثہ کہلانے لگے۔

خدا کا خوف

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ کہ آنحضرت جب آسمان پر بادل یا آندھی دیکھتے تو گھبرا جاتے کبھی اندر آتے کبھی باہر جاتے اور آپکے چہرہ کا رنگ متغیر ہوجاتا۔ پھر جب بارش شروع ہوجاتی۔ تو آپکی وہ حالت دور ہوجاتی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا بات ہے آپ نے فرمایا۔ کہ مجھے خوف آتا ہے۔ کہ کہیں یہ ویسا عذاب الٰہی نہ ہو جیسا کہ عاد قوم پر آیا تھا

مشرک شاعروں کا جواب

آنحضرت صلعم حضرت حسان بن ثابت شاعر سے کہا کرتے تھے کہ تم مشرکوں کی ہجو کرو۔ جبرئیل تمہاری مدد پر ہیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کا قادیان آنیوالی پہلی ریل گاڑی پر سفر

اور

امرتسر قادیان ریلوے کا افتتاح

کسی کام کے کرنے کے لئے اسباب کا بہم پہونچنا تائید الٰہی اور فضل الٰہی سے ہوتا ہے۔ ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کے پیارے رب نے جب خدمت اسلام کا عظیم الشان کام سپرد فرمایا۔ تو ساتھ ہی اس کے چھاپہ خانہ۔ ڈاک خانہ۔ تار اور ریل کی سہولتیں بھی بہم پہونچائیں۔ مگر قادیان جیسے گمنام قصبہ میں رہنے والے شخص کے لئے ان سہولتوں سے فائدہ اٹھانے کا بہت کم موقعہ تھا۔ جیسا کہ دیگر معمولی سے معمولی قصبوں کے لوگ اٹھا سکتے تھے۔ اس لئے دشمنان اسلام کا مقابلہ کرنے کے لئے سخت سے سخت محنت اٹھانی پڑی۔ آپ اگر دن رات کی عرق ریزی کے ساتھ کوئی کتاب تائید اسلام میں لکھتے۔ تو ویسی ہی مشقت کے ساتھ اس کی طباعت کا انتظام فرماتے۔ سخت گرمی کے موسم میں یکے جیسی ناگفتہ بہ سواری پر اس کچی سڑک پر جس کو احمدی جماعت کا بیشتر حصہ جانتا ہے۔ بٹالہ تک سفر کرنا اور پھر امرتسر میں پہنچکر کتاب کے طبع ہونے کا انتظام کرنا۔ یہ کیا ہی مشقت کا کام تھا۔ وہ کیا دل تھا۔ جو خلق خدا کی بہبودی کے لئے پسیجتا تھا۔ اور پیرانہ سالی میں ایسی سخت مشقت کے لئے ایک انسان کو تیار کر دیتا تھا۔ ہاں اکیلے مزدور کو تیار کر دیتا تھا۔ کہ اسلام کی ریختہ دیوار کو کھڑا کر دے۔

اے پیارے بھائیو۔ آج جو براہین احمدیہ کی لڑی میں بیش بہا موتی آپ دیکھتے ہیں۔ اور آپ کی روح کا ذرہ ذرہ ان سے لطف اٹھاتا ہے۔ ان کی ماں سیپ نے جہاں سمندر کی تہ میں (قادیان کی گوشہ نشینی میں) نہایت محنت اور مشقت اور صبر اور استقلال کے ساتھ پرورش پائی۔ وہاں آپ تک پہونچانے میں بھی کم کوشش نہیں کی۔ کاش آج کوئی یکہ سامنے ہوتا۔ اور اس پر وہ پیارا مسیح بیٹھا نظر آتا۔ جس کے ساتھ کبھی حافظ حامد علی مرحوم بیٹھا ہوا ہے کبھی مولوی عبد اللہ صاحب سنوری بیٹھے ہیں۔ کبھی پیارا صادق بیٹھا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اور جس کے ساتھ ہمارا پیارا بھائی سید احمد نور کابلی بھاگتا ہوا نظر آتا ہے۔ ہماری آنکھیں اس کو دیکھتیں۔ ہمارے دل اس پر نثار ہوتے۔ ہماری روح اس پر صدقے جاتی۔ اے پیارے احمدی بھائیو۔ اس وقت کو تصور میں لاؤ۔ کاش کوئی خالی یکہ ہی نظر آئے۔ جس کو ہم دیکھ لیتے۔ اور اس کی یاد کو تازہ کر لیتے۔ ہاں نہ صرف اس پیارے کی یاد کو تازہ کرتے۔ بلکہ ان پیاروں کی یاد کو بھی تازہ کرتے۔ جو ہم سے یکے بعد دیگرے جدا ہو چکے ہیں۔ اور جو یکے کی کمر توڑ تکلیف برداشت کرتے ہوئے اپنے مسیح کی قدم بوسی حاصل کیا کرتے۔ اور خدمت اسلام کے لئے آپ کی آواز پر لبیک کہا کرتے۔

میں کسی خیال میں کس قدر دور چلا گیا۔ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ بٹالہ اور قادیان کی درمیانی کچی سڑک ایک دشوار گذار راستہ ہے۔ خاصکر ان لوگوں کے لئے جو ریل جیسے آرام دہ سفر کے عادی ہو چکے ہوں۔ اس سڑک کے پختہ ہونے کے لئے سالہا سال سے کوشش ہوتی رہی۔ مگر حکام کو اس کے پختہ بنانے کی توفیق نہ ملی۔ حالانکہ آئے دن راستے اور سڑکیں درست ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن اگر باری نہ آئی۔ تو اس چھوٹے سے ٹکڑے کی۔ جو بٹالہ اور قادیان کے درمیان ہے۔ آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے جانشین کی نظر خاص طور پر خدا تعالےٰ کی طرف اٹھی۔ اور اس کے فضل کی جاذب بنی اس کے فرشتوں میں جنبش پیدا ہوئی۔ اور انہوں نے محکمہ ریل کے ذمہ دار افسروں کو بلایا۔ اور ان کے فیصلہ کو کہ بٹالہ۔ بوٹاری ریلوے کا بنانا ۱۹۲۷ء میں کیا ۱۹۳۰ء میں بھی نہیں ہو سکتا۔ ان کے اپنے اندازہ میں غلط قرار دلوایا۔ اور ان سے آرڈر نکلوائے۔ کہ بٹالہ بوٹاری ریلوے کی کنسٹرکشن کا کام جلد سے جلد شروع ہو جائے۔ اور ایک سال کے اندر اندر یعنی اکتوبر ۱۹۲۸ء تک یہ ریلوے تیار ہو جائے۔ یہ احکامات ۱۹۲۷ء کے آخر میں جاری ہوئے۔ اور آج ہم دیکھتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر کرتے ہیں۔ کہ گاڑی کی لائین قادیان تک بن گئی ہے۔

دنیا میں ریلیں تو بنتی ہی رہتی ہیں۔ اس لئے ایک لائن کا جلد تیار ہو جانا تو کسی قدر باعث تعجب ہو سکتا ہے۔ مگر ریل کا کسی حصہ ملک میں جاری ہو جانا معمولی بات ہے۔ قادیان کی ریل خاص تائید الٰہی میں سے ہے۔ اور ان عظیم الشان نشانوں میں سے ہے۔ جو اللہ تعالےٰ انبیاء کی تائید کے لئے ظاہر فرماتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک گوشہ نشین انسان تھے۔ اور گوشہ نشین بھی ایک ایسے گمنام قصبہ میں جو کہ اپنے ضلع میں بھی کسی شمار میں نہیں۔ ایسے حالات میں جب خدا تعالےٰ آپ کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہے۔ اور آپ کو مسیح اور مہدی کا خطاب دیکر خدمت اسلام کے لئے کھڑا کرتا ہے۔ تو ساتھ ہی آپ کو بشارت دیتا ہے۔ الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ۔ یاتیک من کل فج عمیق۔ ویاتون من کل فج عمیق۔ اور فرماتا ہے۔ کہ میں تجھے برکت دونگا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

پس ایک طرف تو وہ گمنامی اور دوسری طرف اس قدر شہرت کے وعدے۔ ان حالات میں قادیان کی ترقی کا ہر چھوٹا بڑا کام خدا تعالےٰ کی طرف سے تائید خاص کے ماتحت ہوگا۔ اور ریلوے کا خاص احکامات کے ماتحت جلد سے جلد تیار ہو جانا ایک بدیہی نشان ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی یہ خیال کرے۔ کہ اس لائن کی تیاری کی خاص ضروریات پیدا ہو گئی تھیں۔ اس لئے اس کی تیاری کے لئے فوری احکامات جاری ہو گئے۔ مگر خدا تعالےٰ نے اس شبہ کو اس طرح دور فرمایا۔ کہ اس لائن کا ابھی اس قدر ٹکڑا ہی بنا تھا جو قادیان کے قریب تک پہونچا تھا کہ اس لائن کی کنسٹرکشن بند کرنے کا حکم جاری ہو گیا۔ اور یہ لائن بجائے بٹالہ بٹاری کہلانے کے امرتسر قادیان لائن بن گئی۔ اور اس طرح پر خدا تعالےٰ کے خاص ارادے کو ظاہر کرنیوالی ہوئی۔

میں اس جگہ بعض اور امور بطور شہادت کے پیش کرتا ہوں۔ کہ اس ریل کا جاری ہونا تقدیر خاص کے ماتحت ہوا ہے۔ اور اس سے ایک اور وجود کی خاص تائید اور نصرت ظاہر ہوتی ہے حضرت مسیح موعود کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے جو وعدے تھے۔ ان پر ہر احمدی کو یقین ہے۔ کہ پورے ہونگے۔ اور یہ خیال بھی اچھی طرح دل میں جما ہوا ہے۔ کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ترقی دن بدن ہوتی چلی جائے گی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام دنیا کے کناروں تک پہونچ جائیگا۔ اور خود قادیان کی اس قدر وسعت ہو گی۔ کہ بیاس تک پھیل جائیگا مگر جس رفتار کے ساتھ مندرجہ بالا امور میں ترقی ہو رہی تھی۔ وہ ان کی تعمیل کے لئے ایک لمبے عرصے کی ضرورت بتلاتی تھی۔ پھر گذشتہ دو تین سال کے عرصہ میں جماعت احمدیہ کے سامنے وہ منظر پیدا ہوئے۔ کہ جن میں سے ترقی کے ساتھ گذرنا تو در کنار رہا۔ اپنے بچاؤ کی صورت کی فکر پیدا ہو گئی۔ چنانچہ ایک طرف تو دشمنان اسلام نے اسلام کے ہندوستان سے نام و نشان مٹانے کی انتہائی کوشش شروع کر دی۔ جس کا سب سے پہلا اور بڑا نشانہ یہ چھوٹی سی مگر خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور کردہ خادم اسلام جماعت تھی۔ دوسری طرف ہمارے پیغامی دوستوں نے اس جماعت اور اس کے امام کو اس طور پر نشانہ بنایا۔ گویا یہ ایک نہایت ہی ناپاک گروہ ہے۔ ان حالات میں ظاہر بین نظر تو کیا بصیرت رکھنے والی نظریں۔ اور ایمان سے بھرے ہوئے دل بھی حیران اور پریشان تھے۔ کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے۔ کجا ترقی کی امیدیں اور کجا یہ حالات۔ مگر وہ خدا تعالےٰ ہاں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا وفادار خدا تعالےٰ دیکھ رہا تھا۔ کہ اس غریب جماعت کی نظر کس طرف اٹھتی ہے۔ اس نے دیکھا۔ کہ اس کی نظر اپنے رب اور پیارے اور محسن رب کی طرف ہی اٹھ رہی ہے۔ اس نے دیکھا۔ کہ اس چھوٹی سی جماعت کا پیارا امام جس کا دل خدمت اسلام کی محبت سے لبریز ہے۔ اور جس کے جسم کا ذرہ ذرہ اپنے فرض منصبی کو ادا کرتے ہوئے [illegible] ہل چکا ہے۔ اپنے رب کی طرف ہی

نظر اٹھاتا ہے۔ تو وہ جھکا اور محبت کے ساتھ جھکا۔ اور اس گھبراہٹ کی حالت میں تسلی دلانے کے لئے قادیان کی ترقی کے لئے ایک بڑے سامان کو آناً فاناً پیدا کر دیا۔ اور تبلا دیا۔ کہ اے چھوٹی سی جماعت تسلی رکھ۔ تیرے لئے ترقی مقدر ہو چکی ہے۔ جس طرح میں آج تیز چلنے والی سواری کو تیری خدمت کے لئے تیرے دروازے پر لا کر کھڑا کرتا ہوں۔ اسی طرح ہزاروں ہزار اور ذریعوں سے تیری ترقی کے سامان پیدا کرنے پر قادر ہوں۔ اے چھوٹی سی جماعت تو خوش قسمت ہے کہ تیرا پیارا امام "محمود" ہے۔ دنیا کے لوگ اس کی منزلت کو نہیں جانتے۔ تو جس قدر شکر کرے۔ تھوڑا ہے۔ اگر دنیا کا ایک با اختیار اس کے ساتھ وعدہ کر کے ایفا نہیں کرتا۔ تو میں سچے وعدوں والا خدا اس کی دعاؤں کو سنتا ہوں۔ تو دیکھ اس ریل کا آنا اور اس قدر جلد آنا تیرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ پس میں نے "محمود" کے لئے ان ہونی کو کر کے دکھا دیا ہے۔ پس تو اپنے رب کے حضور جس قدر شکر کرے تھوڑا ہے۔ پس اے دوستو اس ریل کا آنا خاص تقدیر کے ماتحت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدا تعالےٰ کی طرف سے ہونے اور اسلام کے ہی سچا مذہب ہونے کا ثبوت ہے۔ میں یہ بات یونہی نہیں کہہ رہا۔ بلکہ علی وجہ البصیرت کہتا ہوں۔ خدا تعالےٰ نے مجھے دکھایا۔ کہ یہ گاڑی پیارے "محمود" کے لئے ہی ہے میں نے دیکھا۔ کہ ایک بڑا جنکشن سٹیشن ہے۔ جس کی مشابہت امرت سر کے سٹیشن سے ہے۔ ہمارا پیارا "محمود" ایک پلیٹ فارم پر کسی طرف سفر کرنے کے لئے کھڑا اور اشارہ کرتا ہے۔ کہ ریل گاڑی سواری کے لئے آجائے۔ چنانچہ کئی ایک گاڑیوں میں سے جو جنکشن کے مختلف پلیٹ فارموں پر ہیں۔ ایک گاڑی کو گارڈ اور ڈرائیور فوراً چلا کر لا رہے ہیں۔ گاڑی کے چلنے کے وقت ذمہ داروں میں سے کوئی ایک گاڑی کو یہ کہکر روکنا چاہتا ہے۔ کہ اس گاڑی کے چلنے کا نمبر نہیں۔ لیکن اس گاڑی کا گارڈ اور ڈرائیور یہ کہکر گاڑی کو چلا کر لے آتے ہیں کہ نہیں یہ گاڑی اسی طرح چلے گی۔ چنانچہ گاڑی پلیٹ فارم پر پہنچ جاتی ہے۔ اور پیارا "محمود" اور اس کے غلام اس پر سوار ہو جاتے ہیں۔

پیارو آج ہم کیا ہی خوش قسمت ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور اسلام کی صداقت کو ظاہر کرنے والی پیارے "محمود" کے لئے چلائی ہوئی پہلی ریل گاڑی پر اپنے برگزیدہ امام کی معیت میں سفر کر رہے ہیں ہمیں اس وقت چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے حضور بہت بہت سجدات شکر بجا لائیں۔ اپنے گناہوں کی معافی چاہیں کہ تا وہ اپنے انعاموں کو ہم پر کامل فرمائے۔ اپنی ہمیشگی کی قربت نصیب کرے۔ اور دعا کریں۔ کہ تمام مخلوق انسانی پر اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے رحم فرمائے۔ اور ان کی آنکھوں کو کھول دے۔ اور جس طرح ہمیں اپنا تعلق نصیب کیا ہے۔ انکو بھی نصیب کرے۔ آمین۔

خاکسار۔ حشمت اللہ (ڈاکٹر)
ناچیز خادم حضرت خلیفۃ المسیح و احباب۔ قادیان

ہم کیوں مبایع ہیں!

جناب مفتی محمد صادق صاحب نے دہلی میں مذکورہ بالا عنوان پر ایک مختصر تقریر بیان فرمائی۔ جس کے نوٹوں کی بنا پر یہ خاکسار بعض ضروری حوالجات کی ایزادگی کے ساتھ یہ مضمون قلم بند کرتا ہے۔

(۱)

ہم اس لئے مبائع ہیں۔ کہ جماعت کی ترقی ایک واجب الاطاعت امام کی فرمانبرداری پر منحصر ہے۔ وجہ یہ کہ انسانی طبائع میں اختلاف کا ہونا ضروری ہے۔ اس اختلاف کو مٹانے کے لئے اور ایک نظام کے ماتحت کام کرنے کیلئے ضروری ہے۔ کہ ایسا مقدس وجود ہو۔ جس کے تقوےٰ اللہ اور تعلق باللہ کی وجہ سے ہمیں پورا یقین اور اعتماد کلی ہو۔ کہ اختلافات میں جو فیصلہ وہ صادر فرمائیگا۔ اسی پر کاربند ہونا ہمارے لئے فلاح کا موجب ہوگا۔ اصل بات یہ ہے کہ جس سلسلہ کی بنیاد خدا تعالےٰ اپنے ہاتھ سے رکھتا ہے۔ اس کی حفاظت بھی اپنے ذمہ لیتا ہے۔ وہ شخص جس کے ہاتھ میں امت کی باگ ہے۔ وہ تو ایک حجاب ہے۔ اصل کام خدا کا ہے۔ پس وہ اس منتظم کو ایسی غلطی میں نہیں ڈالتا۔ جس سے وہ قوم تباہ ہو۔ یہ ٹھیک ہے۔ کہ لاخلافۃ الا بالمشورۃ یعنی خلیفہ کے لئے مشورہ ضروری ہے۔ لیکن اس کا بھی یہی مطلب ہے۔ کہ خلیفہ ہر اہم امر کیلئے اس کام کے لئے مناسب حال قابل آدمیوں سے مشورہ لے کر ان کی آراء کے آئینہ میں اپنی رائے کا حسن و قبح دیکھے۔ پھر جو قوم کے لئے مناسب سمجھے۔ اس پر توکل علے اللہ عمل کرائے۔ جیسا کہ حضرت خلیفہ اول رضؓ کے شائع شدہ درس قرآن کریم کے نوٹ میں ہے:۔

"امام ایک ہونا چاہیئے۔ تا کہ وحدت قائم رہے۔ اس زمانہ میں بھی ایسے لوگ ہیں۔ جو ایک کی اطاعت کو گمراہی اور مصیبت کا موجب سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ ایسے خیالات کے لوگوں کیلئے یہ آیت غور طلب ہے۔ خدا جسے خلیفہ مقرر کرتا ہے۔ اسے اپنی جناب سے مؤید و منصور کرتا ہے۔ خدا اسے ایسی غلطی میں نہیں ڈالتا۔ جس سے قوم تباہ ہو۔ شوریٰ اس لئے نہیں ہوتا۔ کہ وہ بالضرور اس کی اتباع کرے۔ بلکہ وزراء کی رائیں بمنزلہ آئینہ کے ہوتی ہیں کہ ان میں اپنی رائے کا حسن و قبح دیکھ لے"

پس قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ جب تک ایک واجب الاطاعت امام نہ ہو۔ جس کے حکم اور رائے کے سامنے جماعت اپنے اختلافات کو ترک کرنے کے لئے تیار ہو۔ ورنہ اختلافات کے بُرے اثرات سے قوم تباہ ہو جائیگی۔ دو آدمی جو کسی بات میں اختلاف کرتے ہیں۔ ان کا اگر کوئی واجب الاطاعت امام نہیں ہے۔ تو وہ ہرگز کسی دوسرے کے فیصلہ پر مطمئن نہیں ہو سکتے۔ لیکن اگر وہ کسی پاک انسان کو اپنا واجب الاطاعت امام سمجھتے ہوں۔ اور اس کی نسبت انہیں پورا یقین ہو۔ کہ ہمارے اختلاف میں اس کا فیصلہ صحیح اور ہماری فلاح کا موجب ہوگا۔ تو یقیناً وہ اس کے فیصلہ کے آگے اپنے اختلاف کو ترک کر دیں گے۔ اسی پر ساری قوم کا قیاس کر کے یہ بات آسانی سے سمجھ میں آ سکتی ہے۔ کہ قوم کو اختلافات کے بُرے اثرات سے بچانے کے لئے ایک واجب الاطاعت امام کا ہونا کیسا با برکت اور اہم ہے۔

(۲)

ہم اس لئے مبائع ہیں۔ کہ شعائر اللہ سب امام جماعت احمدیہ کے ہاتھوں میں ہیں۔ مسجد مبارک جس کے لئے الٰہی وعدہ ہے کہ یہ برکت والی مسجد ہے۔ اور وہ مسجد جسے خدا نے مسجد اقصیٰ بنایا۔ نیز منارۃ المسیح اور مقبرہ بہشتی جو مومن اور منافق میں فرق کرنے والا ہے۔ یہ سب مبائعین کے پاس ہیں۔ غیر مبائعین نے نہ صرف حضرت مسیح موعودؑ کے مقرر کردہ قطعہ زمین سے قطع تعلق کیا۔ بلکہ ایک اور مقبرہ بہشتی بنا کر اصل مقبرہ بہشتی سے تمسخر کیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بیشک ایک طور پر اس میں اضافہ کردہ حصہ کو مقبرہ بہشتی ہی قرار دیا ہے۔ لیکن اس کے مقابل یا مطلقاً اس کی متصلہ زمینوں کی نسبت تو کہیں نہیں فرمایا۔ کہ وہ قرب و جوار کی اراضی سب کی سب بہشتی ہو گئی ہیں۔ حالانکہ حضرت صاحب نے فرما دیا تھا۔ کہ اضافہ کردہ حصہ بھی اس انجمن کا ہو۔ جس کے لئے "یہ ضروری ہوگا۔ کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے" خدا کے مسیح نے قادیان کو مرکز قرار دیا۔ اور بابرکت مقام اور مرجع الخلائق قرار دیا۔ اور فرمایا۔

زمین قادیاں اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

پھر یہاں تک فرمایا کہ جو ہجرت کر کے قادیان آنیکی نیت نہیں رکھتا مجھے اس کے ایمان میں شبہ ہے۔ لیکن غیر مبایعین نے نہ صرف شعائر اللہ کا احترام مدنظر نہ رکھا بلکہ خدا کے رسول کے تختگاہ سے کلی طور پر قطع تعلق کر لیا۔ اور اتنا نہ سوچا کہ خدا کے مسیح نے یہ تو بیشک فرمایا ہے۔ کہ قادیان بیاس تک پھیلیگا۔ اور اس کی زمین کو محترم اور ارض حرم قرار دیا۔ لیکن کیا لاہور کی نسبت بھی کوئی ایسی بشارت دی ہے؟ یا اب غیر مبایعین حضرات کو کوئی الہام ہوا ہے کہ قادیان کی زمین اب محترم نہیں رہی۔ اور حضرت مسیح موعودؑ نے جو بشارتیں دیں تھیں۔ وہ سب منسوخ ہو چکیں۔ اور قادیان کی جگہ اب لاہور کی زمین محترم قرار پائی ہے۔

(۳)

ہم اس لئے مبائع ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ پسر موعود و مصلح موعود ہیں۔ اور مصلح موعود کے مخالفین حق پر نہیں ہو سکتے۔ اگر کہو۔ کہ اس کا کیا ثبوت ہے۔ کہ خلیفۂ ثانی مصلح موعود ہیں۔ تو اس کے جواب میں یہ عرض ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کھلی تحریریں اس پر شاہد ہیں۔ چنانچہ حضور سبز اشتہار صفحہ ۷ پر فرماتے ہیں:۔

"دوسری قسم رحمت کی۔۔۔۔ اسی تکمیل کیلئے خدا تعالےٰ دوسرا بشیر بھیجیگا۔۔۔۔۔ اور خدا تعالےٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائیگا جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا"

پھر حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶ پر فرماتے ہیں:۔

"میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ پر اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارہ میں یہ بشارت ہے۔ دوسرا بشیر دیا جائیگا۔ جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ ..... یہ ہے عبارت جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام محمود رکھا گیا۔ اور اب تک بفضلہ زندہ موجود ہے۔ اور سترھویں سال میں ہے"

اوپر کے حوالوں سے صاف ظاہر ہے۔ کہ سبز اشتہار میں حضور نے جس اولوالعزم محمود کے پیدا ہونے کی خبر دی تھی۔ وہ وہی ہے۔ جو جنوری ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوا۔ اور جو حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶ کی تحریر کے وقت بفضلہ تعالےٰ سترھویں سال میں تھا۔ اور الحمد للہ کہ وہی محمود اس وقت خلیفۂ ثانی ہیں۔ یہی وہ مقدس وجود ہے۔ جس کی نسبت حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۱۲ پر فرمایا:۔

"یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو مبعوث کریگا۔ جو اس کا جانشین ہوگا۔ اور دین اسلام کی حمایت کریگا۔ جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آچکی ہے"۔

(۴)

ہم اس لئے مبائع ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی اولاد کیلئے جو دعائیں کیں ہیں۔ ان دعاؤں کی قبولیت کا الہام ہو چکا ہے۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ انبیاء اور اولیاء کی مبشر اولاد ضرور صالح اور حق پر ہوتی ہے۔ حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:۔

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد ۔ بشارت تونے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہونگے یہ برباد ۔ بڑھینگے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر تونے یہ مجھکو بارہا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

پس یہ ہرگز ممکن نہیں۔ کہ وہ بیٹے جن کی نسبت خدائے صادق الوعد نے اپنے پیارے مسیح کو بارہا خبر اور بشارت دی۔ کہ یہ کبھی برباد نہیں ہونگے۔ اُن کے مخالف حق پر ہوں۔ خدا کے مسیح پر ایمان رکھنے والے کیلئے مذکورہ بالا الفاظ ہی ان بیٹوں کے حق پر ہونے کے لئے کافی شاہد ہیں۔

(۵)

ہم اس لئے مبائع ہیں کہ پہلے بزرگوں نے بھی مسیح موعودؑ کے ایک بیٹے کو خصوصیت سے مسیح کی یادگار تحریر فرمایا ہے۔ جیسا کہ شاہ نعمت اللہ صاحب ولی اپنے مشہور قصیدہ میں فرماتے ہیں:

دور او چوں شود تمام بکام ۔ پسرش یادگار مے بینم

حضرت مسیح موعود نے بھی اس قصیدہ کو اپنی کتاب نشان آسمانی میں تحریر فرمایا ہے۔ اور مذکورہ بالا شعر کے آگے مسیح موعودؑ کی علامت یتزوج و یولد لہ کا ذکر فرما کر اسے اپنی صداقت کا نشان قرار دیا ہے۔

(۶)

ہم اس لئے مبائع ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے اصل کام خلیفۂ ثانی کے ہاتھوں میں انجام پا رہے ہیں۔ اگر یہ خلافت برحق نہ ہوتی تو کیسے ممکن تھا۔ کہ احمدیت کا دنیا کے دور دراز کناروں تک پہنچ جانا فضل عمر کے ہاتھوں مقدر رہتا۔ کیا خلافت ثانی کے وقت میں امریکہ میں مشن قائم نہیں ہوا؟ پھر افریقہ اور آسٹریلیا میں مصر اور بخارا میں کیا یہ سب مشن اسی عہد میں قائم نہیں ہوئے پھر لندن میں سب سے پہلی اسلامی مسجد کیا اسی زمانہ میں تعمیر نہیں ہوئی؟ کیا احمدیت کی اشاعت غیر مبایعین کر رہے ہیں۔ جو بلاد غربیہ میں حضرت مسیح موعود کا نام لینا بھی سم قاتل سمجھتے ہیں؟ کیا حضرت اقدس کے منشاء کو وہ پورا کر رہے ہیں جن کے امیر جناب مولوی محمد علی صاحب کو مخاطب کر کے حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا تھا:۔

"ہم چاہتے ہیں۔ کہ یورپ و امریکہ کے لوگوں پر تبلیغ کا حق ادا کرنے کے لئے ایک کتاب انگریزی زبان میں لکھی جاوے۔ اور یہ آپ کا کام ہے۔ آج کل ان ملکوں میں جو اسلام نہیں پھیلتا۔ اور اگر کوئی مسلمان ہوتا بھی ہے۔ تو وہ بہت کمزوری کی حالت میں رہتا ہے۔ اس کا سبب یہی ہے۔ کہ وہ لوگ اسلام کی حقیقت سے واقف نہیں۔ اور نہ ان کے سامنے اصل حقیقت کو پیش کیا گیا ہے۔ ان لوگوں کا حق ہے۔ کہ ان کو حقیقی اسلام دکھلایا جائے۔ جو خدا تعالےٰ نے ہم پر ظاہر کیا ہے وہ امتیازی باتیں جو کہ خدا تعالےٰ نے اس سلسلہ میں رکھی ہیں وہ ان پر ظاہر کرنی چاہئیں۔ اور خدا تعالےٰ کے مکالمات اور مخاطبات کا سلسلہ ان کے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔ جن کے ساتھ اسلام کی عزت اس زمانہ میں وابستہ ہے"۔ (بدر جلد ۶ نمبر ۹ صفحہ ۳ ۱۹۰۷ء)

کیا غیر مبایعین اس حقیقی اسلام کو جو خدا تعالےٰ نے مسیح موعودؑ پر ظاہر کیا۔ اور وہ امتیازی باتیں جو خدا نے اس سلسلہ میں رکھی ہیں۔ حضرت اقدس کے منشاء کو پورا کرنے کیلئے بلاد غربیہ میں پیش کر رہے ہیں؟ اگر نہیں کر رہے۔ اور ہرگز نہیں کر رہے۔ بلکہ خلیفۂ ثانی حضرت فضل عمر ہی حضرت اقدس کے مذکورہ بالا منشاء کو پورا کر رہے ہیں۔ تو پھر سعادتمندی اسی میں ہے کہ حضرت خلیفۂ ثانی کے ساتھ شامل ہو کر حضرت اقدس کے منشاء کو پورا کیا جائے۔

(۷)

ہم اس لئے مبایع ہیں۔ کہ اہل سنت والجماعت کے نقش قدم پر چلنے والی جماعت مبایعین کی ہے۔ نہ کہ غیر مبایعین کی۔ جس طرح اہل سنت والجماعت نے سب خلفاء کی اطاعت کی۔ خواہ وہ بنی امیہ میں سے ہوئے یا بنی ہاشم میں سے۔ اسی طرح جماعت مبایعین نے ہر خلیفہ کی اطاعت کو تسلیم کیا۔ خواہ وہ اہل بیت میں سے ہو یا باہر سے۔ جب حضرت خلیفہ اول رضؓ کو خدا تعالےٰ نے اس مقام پر کھڑا کیا۔ اور وہ اہل بیت میں سے نہ تھے تو بھی مبایعین نے ان کی اطاعت کی۔ اور جب خدا نے اہل بیت سے ایک کو اس مرتبہ کے لئے چن لیا۔ تو بھی مبایعین نے اہل سنت والجماعت کی طرح اس کی فرمانبرداری اختیار کی۔ رافضی اور خارجی تو وہ تھے جن میں سے اگر ایک فریق نے اہل بیت کی محبت اختیار کی۔ تو دوسرا فریق اہل بیت کا جانی دشمن ہوا۔ لیکن اہل سنت والجماعت نے کسی کی اطاعت سے انحراف نہیں کیا۔ اسی طرح یہاں بھی غیر مبایعین میں سے ہی وہ لوگ تھے جنہوں نے خلیفہ اول رضؓ کی اطاعت تو طوعاً و کرہاً کی اور خلافت ثانیہ میں کھلم کھلا دشمن ہو گئے۔ اگر کہو کہ اس کا کیا ثبوت ہے۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضؓ کی اطاعت انہوں نے طوعاً و کرہاً کی تھی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ خود حضرت خلیفہ اول کی تقریریں اس پر شاہد ہیں۔ سوائے ان لوگوں کے اور کون لوگ تھے جو اس قسم کی باتیں کرتے تھے۔ کہ خلیفہ ہمارا اپنا بنایا ہوا ہے اصل حاکم تو انجمن ہے۔ انہیں لوگوں کے متعلق حضرت خلیفہ اول نے فرمایا۔

"جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے۔ کہ ہمنے خلیفہ بنایا۔ مجھے یہ لفظ بھی دکھ دیتا ہے۔ جو کسی نے کہا کہ پارلیمنٹوں کا زمانہ ہے ..... میں کہتا ہوں وہ بھی توبہ کرے جو اس سلسلہ کو پارلیمنٹ اور دستوری سمجھتا ہے ... حضرت مسیح موعود آچکے جن کا خدا نے اپنے فضل سے مجھکو خلیفہ بنایا"!

پھر فرمایا:۔ "جس نے یہ لکھا ہے۔ کہ خلیفہ کا کام بیعت لینا ہے۔ اصل حاکم انجمن ہے۔ وہ توبہ کرے"

پس اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضؓ کی زندگی میں بھی بعض لوگ ایسے تھے۔ جو اس قسم کی باتیں کرتے تھے۔ اور وہ وہی ہیں۔ جو اگر پہلے ایسی باتیں خفیہ کرتے تھے۔ تو اب کھلم کھلا کرتے ہیں۔ لیکن مبایعین نے نہ تو پہلے ایسی باتیں کیں۔ اور نہ بعد میں کیں۔ بلکہ اہلسنت والجماعت کی طرح جسے بھی خدا نے خلیفہ بنایا۔ سب کی اطاعت بغیر چون و چرا کے اختیار کی۔

(۸)

ہم اس لئے مُبائع ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کو قرآن کریم کا وہ فہم عطا کیا ہے۔ اور آپ نے قرآن مجید کے ایسے معارف و نکات بیان فرمائے ہیں۔ کہ اس وقت اس کی نظیر تلاش کرنا لاحاصل ہے۔ اگر کسی کو شک ہو۔ تو میدان مقابلہ میں آکر نتیجہ دیکھ لے۔ پھر خدا تعالےٰ نے آپ کو ظاہری و باطنی علوم سے پُر کیا ہے۔ اور آپ نے گزشتہ چند سالوں میں جس طرح ہر خطرناک مرحلہ میں مسلمانوں کی راہ نمائی فرمائی ہے۔ وہ اسلام کے ہر بہی خواہ سے خراج تحسین وصول کرتی رہی ہے۔ راجپال کے مقدمہ میں اور اس کے بعد سائمن کمیشن اور نہرو رپورٹ وغیرہ کے متعلق جو مضمون آپ نے لکھے۔ اور ان میں جس احسن طور پر مسلمانوں کے حقوق کو پیش کیا ہے۔ اُنہوں نے غیروں تک سے بھی آپ کی خداداد قابلیت کا اعتراف کرا دیا ہے۔ مثال کے طور پر ۱۷ جُون کے جلسوں کو دیکھ لو۔ جو نہ صرف ہندوستان میں بلکہ ہندوستان کے باہر بھی غیر ممالک میں ایک معین وقت میں منعقد ہوئے۔ کیا کوئی ماں کا لعل ایسا ہے۔ جو ان جلسوں کی نظیر گذشتہ تیرہ سو برس میں دکھا سکے۔ پھر سوچو۔ کہ وہ مقدس وجود کونسا تھا۔ جس کے دل میں سب سے پہلے خدا تعالےٰ نے ان جلسوں کے انعقاد کی تحریک کی۔ اور ایک ہی دن میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خیر تمام دنیا میں اس خیر و خوبی کے ساتھ ہوا۔ کہ ہمیشہ کے لئے یادگار رہے گا۔ اب لاکھ ان جلسوں کی نقل کرو۔ لیکن آنے والی نسلیں بھول نہیں سکتیں۔ کہ اس تحریک کی کامیابی کا سہرہ ہمیشہ کے لئے اس پاک انسان کے سر پر رہیگا۔ جس کے دل میں سب سے پہلے اس کا خیال پیدا ہوا۔ اور وہ خلیفہ ثانی ایدہ اللہ کا ہی بابرکت وجود تھا۔ والسلام

خاکسار عبد الحمید سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ۔ نئی دہلی